زندہ روحوں کی باتیں
رئیس التحریر مناظر اہلسنت، سرمایہ اہلسنت، حضرت علامہ مولانا مفتی حافظ
مصنف : محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی (بہاولپور)
باہتمام : محمد کاشف اشرفی عطاری
قطبِ مدینہ پبلشرز
ٹریڈ ایونیو، حسرت موہانی روڈ، میزنائن فلور، نزد چیمبر آف کامرس، کراچی۔ فون : 2432429 موبائل فون : 0303-7286258
For Islamic Informations on Internet www.trueteaching.com
By World Islamic Network

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

زندہ روحوں کی باتیں

تصنیف

رئیس التحریر، مناظر اہلسنت، سرمایہ اہلسنت، حضرت علامہ مولانا مفتی حافظ

محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی (بہاولپور)

باہتمام

محمد کاشف اشرفی عطاری

ناشر

قطب مدینہ پبلشرز

کھارادر، کراچی

Phone: 243 2429

Mobile #: 0303-7286258

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱	پیش لفظ	3
۲	حیوۃ الانبیاء	4
۳	حیوۃ الاولیاء	6
۴	قطب الاقطاب کا قصہ	8
۵	دو حافظوں کا واقعہ	8
۶	ایک حافظ کا واقعہ	9
۷	غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا دھوبی	9
۸	مخالفین کے قلم سے	10
۹	حیوۃ الانبیاء دلائل از حدیث	11
۱۰	حیوۃ الاموات العامہ	17
۱۱	سوالات	21
۱۲	انبیاء علیہم السلام	34
۱۳	عقیدہ فضلائے دیوبند و جملہ علمائے امصار	35
۱۴	حکایت	39
۱۵	موت کے بعد سیر وسیاحت	41
۱۶	جنت میں قرآن خوانی	46

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

امابعد! اہلسنّت کے نزدیک ارواحِ انسان مرنے کے بعد مٹ نہیں جاتیں بلکہ حسب دستور زندہ ہوتی ہیں اسی لئے اہلسنّت کے نزدیک موت کی تعریف میں ہے "ھو انقطاع الروح عن الجد" روح کا جسم سے علیحدہ ہونا۔ اور فرمایا سیوطی رحمہ اللہ نے الموت لیس بفناء محض بل ھو انتقال من مکان الی مکان آخر (تذکرہ قرطبی اور شرح الصدور اور کتاب الروح لابن القیم تذکرۃ الموتی قاضی ثناء اللہ پانی پتی، حیوۃ الموات للشاہ احمد رضا محدث بریلوی وغیرہ نے اس موضوع پر خوب لکھا ہے۔)

اہلسنّت کے برعکس معتزلہ کا عقیدہ تھا کہ مرنے کے بعد روح فنا ہو جاتی ہے یہی وجہ ہے انکے نزدیک برزخ کا عالم کوئی شے نہیں یہ انہی کے اصول پر ہے کہ مرنے کے بعد نہ مردے کو ہم فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ مردہ ہمیں کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہے اسی لئے وہ ایصالِ ثواب مردے کے سماع اور تصرف وغیرہ اور اسکی برزخی زندگی کے قائل نہ تھے۔ قدمائے اہلسنّت نے انکی تردید میں بڑے قوی اور مضبوط دلائل قائم کئے اور انہیں ایسا مار مٹایا کہ اب ان کا نام لیوا بھی کوئی نہیں بلکہ انکے نام کا دم بھرنا بھی مذہبی جرم ہے لیکن یہودیوں اور انگیریزوں اور دیگر دشمنانِ اسلام معتزلہ کے مذھب کو مسلمانوں کے رنگ وروپ میں زندہ کرنے پر بڑا زور لگا رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ اسلام کے نام مختلف ناموں سے ابھرتے ہیں اور شب وروز مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کرتے ہیں۔ دورِ حاضرہ کے اکثر اسلامی مسائل اختلاف کی زد میں ہیں تو اصول معتزلہ کے ہیں صرف انکے نام تبدیل کر کے مختلف طریقوں سے رائج کیا جارہا ہے ان میں ایک مسئلہ یہی ہے کہ مردے مر گئے ہیں اب نہ وہ کچھ کر سکتے ہیں اور نہ ہم انکے کسی کام میں آسکتے ہیں معتزلہ کے اصول کے مطابق اب یہاں تک کہا جارہا ہے کہ انبیاء بالخصوص امام

انبیاء علیٰ نبینا و علیہم السلام بھی مر کر مٹی میں مل گئے (تقویۃ الایمان) (معاذاللہ)

فقیر نے اس رسالہ میں دلائل سے قطع نظر چند روایات و حکایات جمع کردی ہیں تاکہ اہلِ اسلام یقین کریں کہ حق وہی ہے جو اہلسنت کے اصول میں ہے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

حیوۃ الانبیاء

قرآنی دلائل

مقدمہ: قرآن مجید میں شہداء کی حیات کی تصریح ہے انبیاء علیہم السلام کے بطریق کی حیات ماننا ضروری ہے اس لئے کہ قرآن مجید کی عادت ہے کہ ادنیٰ کے ذکر کی تصریح کے بعد اعلیٰ کا ذکر نہیں کیا جاتا تاکہ الکنایہ ابلغ الصراحۃ کے قاعدہ پر اعلیٰ کو ادنیٰ سے بڑھکر تسلیم کیا جائے اسی لئے قرآن مجید میں شہداء کی حیات کا ذکر صراحۃً دو آیتوں میں ہے۔

(۱) ولاتقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ

وہابی ترجمہ: اور لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں قتل ہوتے ہیں مردے مت کہا کرو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں جانتے ۔ (فائدہ) یہ (مولوی ثناء اللہ امرتسری) کا ترجمہ ہے تاکہ منکرین یہ نہ کہہ سکیں کہ ترجمہ غلط ہے۔

فائدہ: اس آیتِ کریمہ نے صاف صاف بتادیا کہ اللہ کی راہ میں قتل ہونے والا زندہ ہے۔ جب شہید زندہ ہے تو انبیاء کرام بطریقِ اولیٰ زندہ ہیں۔

وہابیوں کے ایک امام قاضی شوکانی نے لکھا ہے۔

وورد النص فی کتاب اللہ فی حق الشہداء انہم احیاء یرزقون وان الحیاۃ فیہم متعلقۃ با لجسدہ فکیف بالانبیاء والمرسلین

(نیل الاوطار ص ۲۸۲ ۔ ج ۳)

ترجمہ: اللہ کی کتاب میں شہداء کے حق میں نص وارد ہوئی ہے کہ وہ زندہ ہیں اور

انہیں رزق دیا جاتا ہے۔اور بیشک یہ حیات جسم کے ساتھ متعلق ہے۔جب شہداء کا جسم زندہ ہے تو انبیاء اور ، مرسلین کے اجسادِ مطہرہ میں حیات کا کیا حال ہو گا۔

(۲)ولاتحسبن الذین قتلوافی سبیل اللہامواتا بل احیاء عند ربهم یرزقون ٥فرحین بمااتهم اللہمن فضله ویستبشرون بالذین لم یلحقو ا بهم من خلفهم الاخوف علیهم ولاهم یحزنون ٥

(پارہ ۴،آلِ عمران،۱۶۹،۱۷۰)

ترجمہ :اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہر گز انہیں مُردہ خیال نہ کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں،روزی پاتے ہیں،شاد ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا اور خوشیاں منارہے ہیں اپنے پچھلوں کی جو ابھی ان سے نہ ملے کہ ان پر نہ کچھ اندیشہ ہے نہ کچھ غم۔

(فوائد)اس آیتِ کریمہ سے مندرجہ ذیل فوائد ثابت ہوئے۔

(۱) شہداء کو مُردہ خیال بھی نہ کرو۔

(۲) شہداء زندہ ہیں۔

(۳) انتہائی مکرم، مقبول بارگاہِ الٰہی ہیں۔

(۴) ان کو رزق ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان پر فضل وکرم فرمایا ہے اس پر خوش ہیں۔

جو لوگ ابھی تک برزخ میں نہیں پہنچے ان کے نیک انجام پر بھی خوشیاں منارہے ہیں۔

(انتباہ): جب شہداء کا یہ مقام ہے تو انبیاء علیہ السلام کا مرتبہ و مقام کتنا بلند ہو گا۔

حیوۃ الاولیاء

انبیاء کے بعد شہداء کا درجہ ہے وہی اولیاء بھی ہیں انکی حیات کا ذکر قرآن میں ہے۔ مثلاً سابق زمانہ میں ایک نیک آدمی جن کا اسم گرامی حبیب نجار بیان کیا گیا ہے جب شہید ہوئے تو ان کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے:

قیل ادخل الجنة ط قال یلیت قومی یعلمون ○ بما غفرلی ربی وجعلنی من المکرمین ○ (پارہ ۲۳ یٰس ۲۶۔۲۷)

ترجمہ: اس کو کہا گیا تو جنت میں داخل ہو جا۔ اس نے کہا اے کاش میری قوم کو معلوم ہو جو خدا نے مجھ پر بخشش کی اور اپنے مقرب بندوں میں کیا۔

(ترجمہ، مولوی ثناء اللہ امرتسری ص ۵۲۹)

معلوم ہوا کہ جناب حبیب نجار کو شہید ہوتے ہی جنت کی راحتیں مل گئیں ، اور وہاں اپنے آپ پر انعام و اکرام ملاحظہ فرما کر تمنا کا بھی اظہار فرمایا جب "حبیب نجار" اپنی قبر میں زندہ ہیں تو ماننا پڑے گا کہ اللہ کے حبیب جناب محمد رسول اللہ ﷺ بھی زندہ ہیں۔

تفسیر مظہری میں ہے:

(قیل) یعنی قال اللہ تعالیٰ لحبیب النجار رضی اللہ عنہ لما استشھد اکراما واذنا فی دخول الجنة کسائر الشھداء (ادخل الجنة) قیل قال اللہ تعالیٰ ذلک لہ قبل موتہ یعنی ادخل قبرک الذی ھو روضة من ریاض الجنة ۔ (تفسیر مظہری ص ۷۹ ج ۸)

ترجمہ: حبیب النجار رضی اللہ عنہ جب شہید کر دیئے گئے تو اللہ تعالیٰ نے تمام شہداء کی طرح ان کا اکرام کرتے ہوئے اور جنت میں داخلہ کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا (ادخل الجنة) جنت میں داخل ہو جا۔

بعض نے یہ بھی کہا کہ یہ حکم ان کو اللہ تعالیٰ نے ان کی موت سے پہلے دیا تھا کہ اپنی قبر میں داخل ہو جاؤ جو کہ جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے۔

ان عبداللہ بن مسعود کان یقول قال اللہ (ادخل الجنة) فدخلها حیا یرزق فیها۔ (تفسیر ابن جریر ص ۱۰۴ ج ۲۲)

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے فرمایا (ادخل الجنة) جنت میں داخل ہو جا۔ پس حبیب نجار جنت میں اس حال میں داخل ہوئے کہ وہ زندہ ہیں اور انہیں رزق بھی دیا جاتا ہے۔

معالم التنزیل میں ہے:

فادخله الجنة وھو حی فیھا یرزق (معالم التنزیل، ص ۷، ج ۶)

اللہ نے اسی وقت اسے جنت میں داخل کر دیا اور وہ وہاں زندہ ہے، رزق پا رہا ہے۔

بعض احادیث میں ہے کہ نیکوں کی رُوح علیین میں، بدوں کی سجّین میں اور شہدا کی ارواح سبز رنگ کے پرندوں کے اجواف میں جلوہ گر ہو کر جنت کی سیر کرتی رہتی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ارواح کا معاملہ اجسام سے بہت مختلف ہوتا ہے۔ رُوح کا مستقر جہاں بھی ہو اس کا تعلق جسم کے ساتھ ہے، جس کی وجہ سے جسم جزاء سزا کا احساس کرتا رہتا ہے۔

مخالفین کے علامہ ابن قیم نے لکھا کہ

وان لھا شانا غیر شان البدن مع کونھا فی الجنة فھی فی السماء وتتصل بفناء القبر وبالبدن فیه۔ (کتاب الروح ص ۲۰۱)

ترجمہ: رُوح کا معاملہ بدن کے معاملہ سے یکسر الگ ہے، رُوح جنت میں بھی ہوتی ہے جو کہ آسمان میں ہے اور فناء قبر میں موجود بدن سے بھی متصل ہوتی ہے۔

قطب الاقطاب کا قصہ

باب الحکایات

سبع سنابل (کتاب) میں قاضی حمید الدین ناگوری سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں بعد دفن کرنے قطب الاقطاب کے ان کے مزار پر موجود تھا میں نے (بطور کشف کے) دیکھا کہ منکر نکیر آئے اور حضرت خواجہ کے سامنے بہت ادب کے ساتھ بیٹھ گئے۔ اسی اثناء میں اور دو فرشتے پہنچے اور حق تعالےٰ کا سلام حضرت خواجہ کو پہنچایا اور ایک کاغذ سبز روشنائی سے لکھا ہوا نکالا اور حضرت خواجہ کے ہاتھ میں دیا اس میں لکھا تھا کہ اے قطب الدین میں تم سے خوش ہوں اور میں نے تمہاری برکت سے حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی اُمت کے سب گناہگاروں کی قبروں سے عذاب اُٹھالیا اسلئے کہ جب زندوں نے تم سے بہت بڑا نفع اُٹھایا ہے۔ مُردے بھی تم سے نفع حاصل کریں اور تمہاری قدر کو جانیں، دو فرشتے اور پہنچے خواجہ کو حق تعالےٰ کا سلام پہنچایا اور منکر نکیر سے کہا کہ خُدا تعالیٰ نے فرمایا ہے ہمارے قطب سے سوال مت کرو میں نے اپنے قطب سے خود سوال کر لیا ہے اور وہ سوال کا جواب ہم کو دے چکے تم لوگ واپس آجاؤ۔

(معارف اشرفیہ جلد اول) (السنۃ الجلیلۃ فی الچشتیہ العلیہ)

دو حافظوں کا واقعہ: ایک بار منشی ابراہیم خاں صاحب نے دریافت کیا کہ حضرت قرآن شریف کو بے وضو پڑھتے تو جی ہچکچاتا ہے اور وضو سے ہر وقت رہا نہیں جاتا۔ حضرت (گنگوہی) نے ارشاد فرمایا کہ ورق گردانی بجائے ہاتھ کے چاقو یا کسی اور چیز سے کر لیا کرو۔ اور بڑا قرآن رکھو چھوٹا قرآن رکھنا تو مکروہ بھی ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ ہنڈن ایک ندی ہے قریب مدرسہ شاہ عبدالرحیم دہلوی کے ایک دفعہ اس ندی کی ایک ڈھانگ گری اس میں سے ایک لاش جوں کی توں نکلی جس کا کفن میلا تھا اور وہ وہاں سے بہہ کر عین دھار میں ٹھہر گئی کچھ دیر بعد

دُوسری ڈھانگ گری اور اس میں سے بھی ایک لاش نکلی، جس کا کفن بالکل صاف تھا کہیں داغ دھبہ نہ تھا وہ پہلی لاش سے مل کر دھاری دھار چلدی جیسے کوئی کسی کا منتظر ہو اور دونوں مل کر روانہ ہو جائیں، لوگوں نے ان لاشوں کی تحقیقات کرنی شروع کردی، جُستجو کے بعد ایک بُڑھیا نے بتایا کہ یہ دونوں حافظِ قرآن تھے۔اس کے بعد حضرت امام ربانی نے ارشاد فرمایا اب ایسا قیاس جاتا ہے کہ جس کا کفن صاف تھا وہ باوضو تلاوت کرتا ہو گا اور دوسرا بے وضو۔

(تذکرۃ الرشید، ص ۲۴۹، جلد ۲)

فرماتے ہیں۔جب مرشد کا وصال ہونے لگا میں بھی حاضر خدمت شریف ہوا ۔حضرت نے فرمایا کہ تم مجرد تھے۔اور حافظ ضامن و مولوی شیخ محمد صاحب عیالدار۔میرا ارادہ تھا کہ تم سے مجاہدہ و ریاضت لوں گا۔مشیّت باری سے چارہ نہیں ہے۔عمر نے وفانہ کی جب حضرت نے یہ کلمہ فرمایا میں پٹی میانہ کی پکڑ کو رونے لگا۔حضرت نے تشفی دی۔اور فرمایا کہ فقیر مرتا نہیں ہے صرف ایک مکان سے دوسرے مکان میں انتقال کرتا ہے۔فقیر کی قبر سے وہی فائدہ حاصل ہوگا۔جو زندگی ظاہری میں میری ذات سے ہوتا تھا۔فرمایا (حضرت صاحب نے) کہ میں نے حضرت کی قبر مقدس سے وہی فائدہ اٹھایا جو حالت حیات میں۔

ایک حافظ کا واقعہ : حافظ محمود نامی بلگرامی قدس سرہ جو اپنے وقت کے ممتاز و برگزیدہ بزرگ تھے جب اس عالم فانی سے عالم جاودانی کو تشریف لے گئے تو ہمیشہ ہر شب جمعہ ان کی قبر سے قرآن خوانی کی آواز کاملین کو سنائی دیتی تھی

۔(آثر الکرام میر غلام علی بلگرامی از اخبار الاصفیاء)

غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا دھوبی : ایک دھوبی کا انتقال ہوا ،جب دفن کر چکے تو منکر نکیر آئے ،آکر سوال کیا من ربلک ،مادینک ،من ھذالرجل، وہ جواب میں کہتا ہے کہ مجھ کو کچھ خبر نہیں ،میں تو حضرت غوثِ

اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا دھوبی ہوں، اور فی الحقیقت یہ جواب اپنے ایمان کا اجمالی بیان تھا کہ میں ان کا ہم عقیدہ ہوں جو اُن کا خداوہ میرا خدا، جو ان کا دین وہ میرا دین، اسی پر اس دھوبی کی نجات ہوگئی۔ (الافاضات الیومیہ ص ۹۷ ج ۲)

مخالفین کے قلم سے: اشرف السوانح میں مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے پرداداکا واقعہ یوں مذکور ہے "پرداداصاحب تو کیرانہ اور شاملی کے درمیان جہاں پختہ سڑک ہے شہید ہوئے اور وہیں پر پیر سماء الدین صاحب کے مزار کے پاس دفن کیے گئے۔ اور شروع میں بہت عرصہ تک ان کا عرس بھی ہوتا رہا، کسی بارات میں تشریف لے جارہے تھے کہ ڈاکوؤں نے آکر بارات پر حملہ کیا ان کے پاس کمان تھی اور تیر تھے۔

اُنھوں نے ان ڈاکوؤں پر دلیرانہ تیر برسانا شروع کیے۔ چونکہ ڈاکوؤں کی تعداد کثیر تھی اور ادھر سے بے سروسامانی تھی، یہ مقابلہ میں شہید ہوگئے اور اس حدیث کے مصداق ہوگئے"

من قتل دون ماله فهو شهيد ومن قتل دون دمه فهو شهيد ومن قتل دون اهله فهو شهيد ومن قتل دون مظلمة فهو شهيد (کما فی جمع الفوائد)

شہادت کے بعد ایک عجیب واقعہ ہوا، شب کے وقت اپنے گھر مثل زندہ کے تشریف لائے اور اپنے گھر والوں کو مٹھائی لاکر دی اور فرمایا کہ اگر تم کسی سے ظاہر نہ کرو تو اسی طرح روز آیا کریں گے۔ لیکن ان کے گھر کے لوگوں کو یہ اندیشہ ہوا کہ گھر والے جب بچوں کو مٹھائی کھاتے دیکھیں گے تو معلوم نہیں کیا شبہ کریں، اس لیے ظاہر کردیا اور پھر آپ تشریف نہیں لائے۔ یہ واقعہ خاندان میں مشہور ہے۔ (اشرف السوانح صفحہ ۱۵)

حیوٰۃ الانبیاء دلائل از احادیث

(۱) عن اوس بن اوس قال قال رسول اللہ ﷺ ان من افضل ایامکم یوم الجمعۃ فیہ خلق آدم وفیہ قبض و فیہ النفخۃ و فیہ الصعقۃ فاکثرواعلی من الصلوۃ فیہ فان صلوتکم معروضۃ علی قال قالو ایارسول اللہ ﷺ وکیف تعرض صلاتنا علیک وقدار مت قال یقولون بلیت فقال ان اللہ عزوجل حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء۔

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے بہتر دنوں میں جمعہ کا دن ہے، اس دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن ان کی رُوح مُبارک قبض کی گئی، اسی دن صور پھونکا جائے گا، اسی دن بے ہوشی ہوگی، اس لئے مجھ پر کثرت سے دُرود بھیجو، اس لئے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ حضرت اوس بن اوس کہتے ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ جب آپ کا جسم ریزہ ریزہ ہوجائے گا تو آپ پر ہمارا دُرود کیسے پیش کیا جائے گا؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبیوں کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے۔

(ابو داؤد صفحہ ۱۷۰، ج۱، نسائی صفحہ ۱۵۵، ج۱، ابن ماجہ صفحہ ۷۸)

فائدہ : (۱) حضرت شیخ محقق فرماتے ہیں۔

وازیں جا معلوم می شود کہ حیاتِ انبیاء حیات حسّی دُنیاوی است نہ مجرد بقا رواح۔

(مدارج النّبوۃ جلد نمبر ۲ صفحہ ۴۴۸)

ترجمہ : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات دنیوی اور حسّی حیات ہے صرف روح کے باقی رہنے کا نام نہیں۔

(۲) یہی حضرت شیخ محقق مسئلہ حیاتِ انبیاء میں یہاں تک فرماتے ہیں۔

حیات انبیاء متفق علیہ است ہیچ کس را دروی خلاف نیست حیاتِ جسمانی دُنیاوی حقیقی۔ (اشعۃ اللمعات، صفحہ ۵۷۴۔ ج ۱)

ترجمہ: انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات پر سب کا اتفاق ہے کسی ایک شخص کا بھی اس مسئلہ میں اختلاف نہیں ہے اور یہ حیات جسمانی دُنیاوی حقیقی ہے۔

انتباہ: یہ تعبیر جو حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے بیان فرمائی ہے یہی اہلسنّت کا عقیدہ ہے امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے فرمایا۔

؎ انبیاء کو بھی اجل آنی ہے ﴿﴾ مگر ایسی کہ فقط آنی ہے

ازالہ وہم: بعض لوگ بے دھڑک احادیث مبارکہ کو ضعیف کہنے کی بیماری میں مبتلا ہیں اسی بیماری کی وجہ سے شاید کوئی کہہ دے کہ یہ حدیث ضعیف ہے تو اسے معلوم ہونا چاہئیے کہ اسے منکرین کے امام ابن کثیر نے کہا "وقد صحح هذا الحديث ابن خزيمه و ابن حبان الدار القطنى والنووى فى الاذكار"

یعنی ابن خزیمہ و ابن حبان و دارقطنی نے اس حدیث کو صحیح کہا (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۵۱۴، ج ۳) اور امام حاکم اور حافظ ذہبی کہتے ہیں کہ یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے (المستدرک مع التلخیص، صفحہ ۲۲۸، ج ۱)

(۲) عن ابى الدرداء قال قال رسول الله ﷺ اكثروا الصلوٰة على يوم الجمعة فانه مشهود تشهده الملئكة وان احد الن يصلى على الا عرضت على صلوته حتى يفرغ منها قال قلت و بعد الموت قال و بعد الموت ان الله حرم على الارض ان تا كل اجساد الا نبياء فنبى الله حى يرزق. (ابن ماجہ شریف صفحہ ۱۱۹)

حضرت سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر جمعہ کے روز درود شریف کی کثرت کیا کرو، کیونکہ اس دن ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اور بے شک جب بھی کوئی مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے تو

درود شریف اس کے پڑھتے ہی مجھ پر پیش کر دیا جاتا ہے۔ حضرت ابو الدرداء کہتے ہیں میں نے عرض کیا کیا موت کے بعد بھی، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا موت کے بعد بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبیوں کے جسموں کا کھانا حرام کر دیا ہے پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اسے رزق بھی دیا جاتا ہے۔

(۳) عن انس ابن مالک قال رسول اللہ ﷺ "الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون"۔ (مسند ابو یعلی موصلی جلد نمبر ۳ صفحہ ۱۴۷ الاستحسان الکلام صفحہ ۵ ، فتح الملہم شرح صحیح مسلم جلد نمبر ۱ صفحہ ۳۲۹)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ کے سارے نبی زندہ ہیں اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں۔

اس حدیث سے صراحتاً معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبور میں زندہ ہیں۔

(فائدہ) اس روایت کی تائید حدیث موسیٰ علیہ السلام سے ہوتی ہے۔ حدیث شب معراج میں حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا۔

مررت بقبر موسیٰ فاذا ھو قائم یصلی فی قبرہ۔

میں موسیٰ علیہ السلام کے مزار سے گزرا تو میں نے دیکھا کہ وہ اپنے مزار میں نماز پڑھ رہے تھے۔

نیز شب معراج بیت المقدس میں جملہ انبیاء علیہم السلام کا حاضر ہو کر حضور سرور عالم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنا انبیاء علیہم السلام کے زندہ ہونے کی واضح دلیل ہے۔ نہ صرف نماز بلکہ اکثر امور کا صدور احادیث سے ثابت ہے جن کا حوالہ جات خود جا کر تحقیق کے لئے ملاحظہ ہوں۔

(۱) دیوبندیوں کے شیخ الحدیث انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں:

فی البیہقی عن انس و صححہ و وافقہ الحافظ فی المجلد السادس ان الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون۔ (فیض الباری جلد نمبر ۲ صفحہ ۶۴)

ترجمہ: بیہقی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور اس روایت کو بیہقی نے صحیح کہا ہے اور حافظ ابن حجر نے چھٹی جلد میں اس حدیث کی تصحیح کے متعلق بیہقی کی موافقت کی ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ بے شک اللہ کے سارے نبی زندہ ہیں اپنی قبروں میں نمازیں بھی ادا فرماتے ہیں۔

(۲) تبلیغی نصاب کے مؤلف مولوی محمد زکریا لکھتے ہیں:

اور یہ حدیث کہ انبیاء اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں صحیح ہے۔

(فضائل درود شریف صفحہ ۴۰)

(۳) مشہور غیر مقلد قاضی شوکانی لکھتے ہیں:

و قد ثبت فی الحدیث ان الانبیآء احیاء فی قبور هم رواه المنذری و صححه البیهقی. (نیل الاوطار جلد نمبر ۳ صفحہ ۲۸۲)

ترجمہ: یہ بات ثابت ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اس حدیث کو امام منذری نے روایت کیا ہے اور اسکی بیہقی نے تصحیح کی ہے۔

(۴) غیر مقلد شمس الحق عظیم آبادی نے قاضی شوکانی کے حوالہ سے یہی چیز نقل کی ہے (عون المعبود شرح ابو داؤد صفحہ ۲۵ جلد ۲)

(۵) غیر مقلد نواب صدیق حسن بھوپالی صاحب لکھتے ہیں: انه ﷺ حی فی قبره بعد موته کما فی حدیث الانبیآء احیآء فی قبورهم و قد صححه البیهقی والف فی ذلك جزء۔

(السراج الوہاج شرح صحیح مسلم جلد نمبر ا صفحہ ۵۰۴)

ترجمہ: بے شک نبی اکرم ﷺ وصالِ مقدس کے بعد اپنی قبرِ انور میں زندہ ہیں جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ انبیاء کرام اپنی قبور میں زندہ ہیں۔ اس حدیث کی تصحیح امام بیہقی نے فرمائی اور انہوں نے خاص اسی مسئلہ میں ایک جز بھی تحریر فرمایا ہے۔

(۶) نیز یہی نواب صدیق حسن بھوپالی صاحب لکھتے ہیں:

آپ زندہ ہیں اپنی قبر میں اور نماز پڑھتے ہیں اندر اس کے اذان واقامت کے ساتھ وکذلک الانبیاء

(۷) نیز لکھتے ہیں:

اعمال امت کے آپ پر عرض کیے جاتے ہیں آپ امت کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ (الشمامۃ العنبریۃ من مولد خیر البریہ صفحہ ۵۶)

(۸) دیوبند کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

پس آپ کا زندہ رہنا بھی قبر شریف میں ثابت ہوا اور یہ رزق اس عالم کے مناسب ہوتا ہے اور گو شہداء کے لیے بھی حیات اور مرزوقیت وارد ہے مگر انبیاء علیہم السلام ان سے اکمل واقوی ہیں۔ (نشر الطیب صفحہ ۲۲۸)

عن سعید بن عبدالعزیز قال لما کان ایام الحرۃ لم یؤذن فی مسجد النبی ﷺ ثلاثا ولم یقم ولم یبرح سعید بن المسیب المسجد وکان لا یعرف وقت الصلوۃ الا بھمہمۃ یسمعھا من قبر النبی ﷺ

(مشکوۃ صفحہ ۵۲۹)

سعید بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا جب حرہ کی جنگ کا زمانہ تھا، تو رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں نہ اذان ہوتی نہ اقامت اور سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ مسجد شریف میں ہی مقیم رہے۔ انہیں نماز کے وقت کا علم نہ ہوتا تھا۔ لیکن ایک آواز سے جسے وہ نبی کریم ﷺ کی قبر شریف سے سنتے تھے۔

یہ حدیث حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی حیات جسمانی اور حقیقی پر صاف اور واضح طور پر دلالت کرتی ہے، جس میں کسی قسم کی تاویل نہیں ہو سکتی۔

نوٹ: یہ واقعہ یزید ابن معاویہ کے زمانہ کربلا کے واقعہ کے بعد ہوا۔ اس مردود نے مسلم ابن عقبہ کی سرکردگی میں مدینہ منورہ پر حملہ کر دیا۔ اہل مدینہ پر بڑے

ظلم ڈھائے۔ چونکہ یہ حملہ مقام حرہ کی طرف سے ہوا تھا۔ اس لئے اُسے جنگِ حرہ کہا جاتا ہے۔ حرہ مدینہ منورہ کے باہر ایک پتھریلہ میدان ہے۔ یہ واقعہ ۶۳ھ میں ہوا۔ حرہ کے واقعہ کے بعد یزید پلید جلد ہی ہلاک ہو گیا۔ حضرت سعید ابن میتب تابعی ہیں۔ انہوں نے چالیس حج کئے وہ بڑے عابد و زاہد تھے۔ ۷۳ھ میں وفات پائی۔

(۹) دیوبند کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی اپنے عقیدے کا اظہار یوں کرتے ہیں:

ان النبی ﷺ حی کما تقرروانه یصلی فی قبره باذان واقامة.

(فتح الملہم جلد نمبر ۳ صفحہ ۴۱۹)

ترجمہ: بے شک نبی کریم ﷺ زندہ ہیں جیسا کہ ثابت ہو چکا اور بے شک آپ ﷺ اپنی قبرِ انور میں اذان اور اقامت کے ساتھ نماز ادا فرماتے ہیں۔

(۱۰) مولوی انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں:

ان کثیر امن الاعمال قد ثبتت فی القبور کالا ذان والا قامة عندالدارمی وقراءة القر آن عند التر مذی والحج عند البخاری

(فیض الباری جلد نمبر ا صفحہ ۱۸۳)

ترجمہ: قبور میں بہت سے اعمال ثابت ہیں، محدث دارمی کے نزدیک اذان اور اقامت، امام ترمذی کے نزدیک تلاوتِ قرآن اور امام بُخاری کے نزدیک حج۔

خلاصہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنے مزارات سے باہر جہاں چاہیں تشریف لیجاتے ہیں مزارات میں بھی ہر طرح کے تصرفات فرماسکتے ہیں۔ کسی قسم کی ان پر قید نہیں۔ وہ زندہ ہیں زندوں کی طرح جسطرح اور جو چاہیں مختارو ماذون من اللہ۔

حیاۃ الاموات العامہ:

(۱)عن انس رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال العبد اذا وضع فی قبرہ وتولی وذھب اصحابه حتی انه یسمع قرع نعالھم۔

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا "جب آدمی کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اسکے ساتھی پیٹھ موڑ کر چل دیے ہیں تو وہ ان کے جوتوں تک کی آواز بھی سنتا ہے"۔ (ترمذی صفحہ ۱۶۰، ابو داود صفحہ ۱۰۵، بخاری شریف صفحہ ۱۷۸، مسلم شریف و مشکوٰۃ صفحہ ۲۴)

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں اس حدیث کو نقل کرنے سے پہلے ایک باب قائم کیا ہے "باب المیت یسمع خفق النعال" باب، مُردہ لوٹ کر جانے والوں کے قدموں کی آواز سُنتا ہے۔

(بخاری شریف صفحہ ۱۷۸ جلد ۱)

فائدہ: یہ حدیث اس بات کی صریح دلیل ہے کہ "قبروالے" کی قوت سماعت اس کی دُنیاوی زندگی کی نسبت بہت تیز ہو جاتی ہے۔

(۲) جنگِ بدر میں بڑے بڑے کفار مقتولین کو کنویں میں ڈال دیا گیا تھا۔ بعد میں نبی اکرم ﷺ نے تشریف لا کر ایک ایک کافر کا نام لے کر انہیں خطاب فرمایا جس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

یارسول الله ﷺ ماتکلم من اجساد لا ارواح لھا فقال النبی ﷺ والذی نفس محمد بیدہ ماانتم باسمع لما اقول منھم۔

یارسول اللہ ﷺ آپ ان جسموں سے کلام کیوں فرمارہے ہیں جن میں روحیں موجود نہیں ہیں تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے "تم ان کفار سے زیادہ میری بات کو نہیں سن رہے ہو"۔ (انہیں کے برابر سنتے ہو) (صحیح بخاری صفحہ ۵۶۶ جلد ۲)

فائدہ : اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد علامہ وحید الزمان غیر مقلد لکھتے ہیں : محققین اہل حدیث کا مذہب یہ ہے کہ مُردے زندوں کا کلام سنتے ہیں ، اور بیشمار احادیث اس بارے میں وارد ہیں۔ (تیسیر القاری صفحہ ۲۵۰ جلد ۵)

فائدہ : حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے صاجزادے اس واقعہ کی حکایت میں منفرد نہیں ہیں بلکہ حضرت ابُو طلحہ نے بھی ان کی موافقت فرمائی ہے جیسے کہ ابھی گزرا۔ امام طبرانی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود سے بھی اسی کے مثل حدیث بیان کی ہے اور حضرت عبداللہ بن شداد سے بھی۔ اور اس حدیث میں یہ بھی ہے "صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا یہ مردہ کافر سُن رہے ہیں ؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جیسے تم سُن رہے ہو ویسے ہی وہ سُن رہے ہیں لیکن وہ جواب نہیں دے سکتے۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ ہے کہ "لیکن وہ آج جواب نہیں دے سکتے" اور ابن اسحاق کی مغازی میں سند جیدّ سے یونس بن بکیر نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مثل روایت کی ہے اور اس میں بھی یہ ہے "میری بات کو تم ان مردہ کفار سے زیادہ نہیں سن رہے ہو" اس حدیث کو امام احمد نے "سند حسن" کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اس کی حفاظت کے پیشِ نظر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں جب ان صحابہ کرام کی روایت ثابت ہو گئی تو انہوں نے انکار سے رُجوع فرمالیا اس لئے کہ خود تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت موجود نہ تھیں۔

(عون الباری، شرح بخاری، صفحہ ۴۳۱ جلد ۴)

(۴) نبی اکرم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرماتے قبرستان جاؤ تو یوں کہو :

السلام علیکم اهل الدیار من المؤ منین والمسلمین وانا انشاء الله للاحقون اسال الله لنا ولکم العافیة .

اے مومنوں مُسلمانوں کے گھر والوں تم پر سلام ہو ، ہم ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں اللہ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے عافیت مانگتے ہیں۔

(مسلم شریف، صفحہ ۳۱۴، جلد ۱)

اگر مُردے نہیں سنتے تو ان کو سلام کہنا اور پھر ان کو خطاب کر کے دُعائے عافیت مانگنا عبث اور فضول کام قرار پائے گا۔

(۵) عن ابن عباس مرفوعا "مامن احد یمر بقبراخیه المسلم کان یعرفه فی الدنیافیسلم و علیه الا رد الله علیه روحه حتی یرد علیه السلام".

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب بھی کوئی مسلمان بھائی جس کو وہ دنیا میں پہچانتا تھا کی قبر کے پاس سے گزرتا ہے پھر وہ اس کو سلام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس پر اس کی رُوح کو لوٹا رکھا ہے کہ وہ سلام کا جواب اسے دیتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۴۳۸ جلد ۳)

(۶)عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال اذا مرالرجال بقبراخیه یعرفه فسلم علیه رد علیه السلام وعرفه واذامربقبر لایعرفه فسلم علیه رد علیه السلام . (کتاب الروح ابن القیم صفحہ ۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب کوئی آدمی اپنے اس بھائی کی قبر سے گزرے پھر اس کو سلام کرے تو صاحبِ قبر اس کے سلام کا جواب بھی دیتا ہے اور اسے پہچان بھی لیتا ہے۔ اور جب ایسے بھائی کی قبر کے پاس سے گزرے جس کو وہ نہیں پہچانتا تھا پھر اسے سلام کرے تو پھر بھی وہ سلام کا جواب دیتا ہے۔

(کتاب الروح صفحہ ۵)

فائدہ : قاضی شوکانی بھی اس حدیث کے صحیح ہونے کے دعویٰ دار ہیں۔

(نیل الاوطار صفحہ ۲۸۲ جلد ۳)

اور سراج منیر شرح جامع صغیر صفحہ ۲۱۷ جلد ۴ میں یہی روایت حضرت

ابی درداء رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے:

(۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے شہید شدہ جسم پر تشریف فرما ہوئے۔ شہداء کی عظمت بیان فرمائی۔

(۸) ثم اقبل علی الناس فقال ایها الناس زوروهم واتوهم وسلموا علیهم ، فوالذی نفسی بیده لایسلم و علیهم مسلم الی یوم القیامة الا ردوا علیه السلام.

"پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا، اے لوگوں ان کی زیارت کیا کرو، ان کے پاس آیا کرو، انہیں سلام کہا کرو۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضئہ قدرت میں میری جان ہے قیامت تک جو بھی انہیں سلام کرے گا تو یہ اس کے سلام کا جواب دیں گے" (طبقات ابن سعد صفحہ ۱۲۱ جلد ۳، شرح الصدور صفحہ ۸۴، مستدرک حاکم صفحہ ۲۴۸ جلد ۲)

فائدہ : امام حاکم نے یہ حدیث نقل کرنے کے بعد فرمایا:

وهذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاه.

یہ حدیث امام بخاری اور امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ ان دونوں نے اس کی تخریج نہیں فرمائی"۔ (مستدرک حاکم صفحہ ۲۴۸ جلد ۲)

(۸) عن عائشة رضی الله عنها قالت ، قال رسول الله ﷺ مامن رجل یزور قبر اخیه و یجلس عنده الا استانس به حتی یقوم.

" اُم لمؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب بھی کوئی آدمی اپنے بھائی کی قبر کی زیارت کرتا ہے اور اس کے پاس بیٹھتا ہے تو صاحب قبر اس کے اُٹھ جانے تک اس سے انس حاصل

کرتا رہتا ہے"۔(تفسیر ابن کثیر صفحہ ۴۳۸ جلد ۳، کتاب الروح صفحہ ۵)

ازالہء وہم: بعض لوگ کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو سماع موتی کا انکار ہے یہ انکی غلط فہمی ہے۔ منکر اپنے خلاف روایت نہیں کرتا اور مذکورہ بالا روایت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے علاوہ ازیں ہم آگے چلکر ان ہی صاحبہ کا رجوع اور مزید جوازِ سماع کے حوالے عرض کرینگے (ان شاء اللہ)

سوالات

(سوال): اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "انك لاتسمع الموتى" بیشک تو مردوں کو نہیں سناتا۔ قرآن سے ثابت ہوا کہ مردے نہیں سن سکتے۔

جواب: سنانے کی نفی ہے سننے کی نہیں فلہذا معارضہ میں یہ آیت پیش ہی نہیں کی جا سکتی کیونکہ ہماری بحث یہ ہے کہ مردے سنتے ہیں یا نہیں۔ یہ بحث ہرگز نہیں کہ ان کو سناتا کون ہے یہ تو ہم بھی کہتے ہیں کہ زندہ ہو یا مُردہ سب کو اللہ ہی سناتا ہے مخلوق نہیں سناتی۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی زندہ کو بہرہ بنادے تو مخلوق خواہ کتنا زور زور سے ہی کیوں نہ بولے وہ نہیں سن سکتا اس لئے کہ اسے اللہ تعالیٰ نہیں سناتا۔ اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ کسی کی قوتِ سماعت بہت تیز فرمادے تو مخلوق اگرچہ اس کو نہ بھی سنانا چاہے آہستہ بولے تب بھی وہ سن لیتا ہے اس لئے اسے اللہ تعالیٰ نے سنادیا ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ بحث ہے ہی نہیں کہ مردوں کو اللہ تعالیٰ سناتا ہے یا کہ نبی کریم ﷺ، جو بحث ہے اس پر منکرین ایک آیت کریمہ یا ایک مرفوع حدیث پیش کر دیں کہ "مردے نہیں سنتے" تو چشم ما روشن دلِ ماشاد، ورنہ قوم کو لڑانے کی سزا تو قبر و حشر میں معاندین کو بھگتنی پڑے گی۔

مندرجہ ذیل آیت کریمہ ہمارے دعویٰ کی تائید کر رہی ہے۔

ان الله يسمع من يشاء وما انت بمسمع من في القبور ۝

بے شک اللہ سُناتا ہے جسے چاہے اور تم نہیں سنانے والے انہیں جو قبروں میں پڑے ہوئے ہیں۔

مطلب واضح ہے کہ اصحابِ قبور کو اللہ تعالیٰ سُناتا ہے ، نبی اکرم ﷺ قوتِ سماعت کی تخلیق نہیں فرماتے ہیں۔

لطیفہ : مخالفین کی عادت ہے کہ مقصد کیلئے اتنا پڑھیں گے جس میں ان کا مقصد ہو گا خواہ قرآن ان پر لعنت بھیجے ایک شخص نماز کا منکر تھا اسے لوگوں نے ملامت کی تو اس نے کہا قرآنِ مجید میں نماز پڑھنے سے روکا گیا ہے چنانچہ فرمایا ہے "لا تقربو الصلوٰۃ" یعنی نماز کے قریب نہ جاؤ۔ کہا گیا کہ پوری آیت پڑھو تو جواب دیا کہ تمام قرآن پر عمل ضروری نہیں میں نے اپنے مقصد کے مطابق عمل کیا ہے ، کچھ انکا بھی یہی حال ہے کہ آیت کا صرف ایک جملہ پڑھا۔ اگر سالم آیت پڑھے تو اسکے مذہب کے خلاف ہے اسی لئے ہم مکمل آیت پڑھتے ہیں جو مخالف کے دجل اور مکرو فریب کو ظاہر کر دیگی اور وہی ثابت ہو گا جو ہم کہتے ہیں۔

کامل آیت یوں ہے :

انك لاتسمع الموتى ولا تسمع الصم الدعاء اذاولو امدبرين ٥ومانت بهدى العمى عن ضللتهم ان تسمع الا من يؤمن بايتنا فهم مسلمون ٥

ترجمہ : بے شک تمھارے سنائے نہیں سنتے مردے اور نہ تمھارے سنائے بہرے پکار سنیں جب پھریں پیٹھ دیکر اور اندھوں کو گمراہی سے تم ہدایت کرنے والے نہیں تمھارے سنائے تو وہی سنتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں اور وہ مسلمان ہیں۔

(نکتہ) اگر آیت میں حقیقی مردے مراد ہوں تو روگردان ہونا اور پیٹھ پھیرنا ان سے کیونکر مقصود ہو سکتا ہے اور جب یہ فرمایا کہ تو نہیں سناتا مگر مسلمانوں کو تو معلوم ہوا کہ یہاں موتی (مردوں) سے کفار مراد ہیں اور عدم اسماع (نہ سنانے) سے بھی انکا اسلام قبول نہ کرنا مراد ہے۔

حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری شرح البخاری

ص ۳۰۴ ج ۷ میں آیت مذکورہ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

لان قوله تعالیٰ (انك لا تسمع الموتیٰ) لا ینا فی قوله ﷺ انهم الان یسمعون لان الاسماع هو ابلاغ الصوت من المسمع فی اذن السامع . فالله تعالیٰ هوالذی اسمعهم بان ابلغهم صوت نبیه ﷺ بذلك ، واما جوابها بانه انما قال انهم لیعلمون فان كانت سمعت ذلك فلاینا فی روایة یسمعون بل یؤید ها ، وقال سهیلی ما محصله ان فی نفس الخبر مایدل علی خرق العادة بذلك للنبی ﷺ لقول الصحابة له اتخاطب اقواماقد جیفو ا؟ فاجابهم قال واذا جازان یكونوافی تلك الحالة عالمین جازان یكونوا سامعین ، وذلك امابااذان رؤوسهم علی قول الاكثر اوباذان قلوبهم .

اس لئے کہ ارشاد ربانی "بیشک آپ مردوں کو نہیں سناتے" نبی اکرم ﷺ کے ارشاد گرامی "یقیناً وہ اس وقت سن رہے ہیں" کہ منافی نہیں ہے اس لئے کہ اسماع (سُنانا) نام ہے سُننے والے کے کان میں سُنانے والے کی طرف سے آواز پہچانے کا، پس اللہ تعالیٰ ہی نے ان کو سُنایا۔ بایں طور کہ اپنے پیارے نبی ﷺ کی آواز کو ان تک پہنچایا۔ بہر حال ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا جواب میں یہ فرمانا کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ "یقیناً یہ کفار اب جانتے ہیں" پس اگر ام المؤمنین نے یہ الفاظ سُنے ہیں تو "سنتے ہیں" والی روایت کے منافی نہیں بلکہ مؤید ہے۔ امام سہیلی نے جو کچھ فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ صحابہ کرام نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا "کہ آپ اس قوم سے کلام فرما رہے ہیں جو مر چکی ہے؟ تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو جواب دیا" اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ یہ نبی اکرم ﷺ کا معجزہ بھی تھا۔ (یعنی مردوں سے کلام فرمانا) جب ایسی حالت میں مُردے

جان سکتے ہیں تو وہ سُن بھی سکتے ہیں۔ اکثر علماء کے نزدیک کفار نے سر کے کانوں سے سُنا تھا اور بعض کے نزدیک دل کے کانوں سے۔

اُمّ المؤمنین کا رجوع (۱) ترمذی شریف میں:

تو فی عبدالرحمن بن ابی بکر حبشی قال فحملہ الی مکہ فدفن فیھا فلما قدمت عائشۃ اتت قبر عبدالرحمن بن ابی بکر فقالت.

وکنا کندمانی جذیمۃ حقبۃ ﴿﴾ من الدھر حتی قیل لن یتصدعا

فلما تفرقنا کانی ومالکا ﴿﴾ لطول اجتماع لم نبت لیلۃ معا

ثم قالت ، واللہ لوحضرتک مادفنت الا حیث مت ولوشھد تک مازرتک. حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنھما (اُمّ المؤمنین کے بھائی) حُبشی کے مقام پر فوت ہوئے، راوی کہتے ہیں کہ ان کو مکّہ شریف لاکر دفن کیا گیا۔ پھر جب اُمّ المؤمنین اپنے بھائی عبدالرحمن بن ابی بکر کی قبر پر آئیں اور دو شعر پڑھے:

شاہ جذیمہ کے دو ہم نشینوں کی طرح ہم ایک لمبی مدت تک اس طرح رہے کہ لوگ کہنے لگے تھے کہ اب یہ دونوں کبھی جُدا نہ ہوں گے۔ پھر جب ہم جُدا ہوگئے تو میں اور مالک مدتوں ایک ساتھ رہنے کے باوجود یوں لگتا ہے کہ ہم نے ایک رات بھی اکٹھی نہیں گزاری۔

پھر ارشاد فرمایا کہ "اگر میں موجود ہوتی تو تمہیں وہیں دفن کرتی جہاں تمہارا انتقال ہوا تھا اور اگر میں اس وقت موجود ہوتی تو اب تیری زیارت کو نہ آتی"۔ (ترمذی شریف صفحہ ۲۰۳ جلد ۱)

فائدہ: معلوم ہوا کہ اُمّ المؤمنین کا بھی یہی نظریہ تھا کہ مُردے سُنتے ہیں، تبھی تو اپنے بھائی کی قبر پر آکر اسے خطاب فرمایا۔

(۲) مجمع الزوائد صفحہ ۴ جلد ۹ میں ہے:

عن عائشة قالت کنت ادخل بیتی الذی فیه رسول الله ﷺ وابی فاضع ثوبی واقوله انما هوزوجی وابی فلمادفن عمر معهم فوا لله مادخلته الا وانا مشدودة علی ثیابی حیاء من عمر رضی الله عنهم رواه احمد ورجاله رجال الصحیح

حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ جب میں اپنے اس گھر میں داخل ہوتی جس میں رسول اللہ ﷺ اور میرے باپ موجود ہیں تو میں پردے کے خاص اہتمام کے بغیر ہی چلی جاتی اور کہتی کہ ایک تو میرے شوہر ہیں اور دوسرے میرے والد، پھر جب عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ دفن ہوگئے تو میں حضرت عمر سے حیاء اور شرم کرتے ہوئے خوب اچھی طرح پردہ کر کے داخل ہوتی تھی۔

اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے اور اس حدیث کے سارے راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۱۵۴ و مسند احمد صفحہ ۲۰۲ جلد ۶)

فائدہ: اسی حدیث کی شرح میں حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں: ودریں حدیث دلیلے واضح ست بر حیات میّت و علم وے وآنکہ واجب سُنّت احترام میّت نزد زیارت وے خصوصاً صالحان و مراعات ادب بر قدر مراتب ایشاں چنانچہ درحالت ایشاں بُود زیرا کہ صالحاں رامدد بلیغ ست مر زیارت کنندگان خود را بر اندازۂ ادب ایشاں۔ کذافی شرح الشیخ۔

(اشعۃ اللمعات، صفحہ ۷۰۲، جلد ۱)

"اس حدیث میں میت کی حیات اور اس کے علم پر واضح دلیل ہے اور میت خصوصاً صالحین کی زیارت کے وقت ان کا احترام اور ان کے مرتبہ کے مناسب ادب کی رعایت اسی طرح واجب ہے جس طرح ان کی ظاہری حیات میں۔ اس لئے کہ صالحین زائرین کے ادب واحترام کے مطابق ان کی بہت زیادہ مدد فرماتے ہیں۔

(۳) مشکوٰۃ شریف کے حاشیہ پر علامہ احمد علی سہارنپوری نے بھی یہی مضمون نقل کیا ہے شفاء السقام میں ہے:

عن عائشة رضی الله عنها انها كانت تسمع صوت الوتد يوتد والمسمار يضرب فی بعض الدور المطيفة بمسجد رسول الله ﷺ فترسل اليهم لاتوذوا رسول الله ﷺ۔

(شفاء السقام صفحہ ۲۰۷)، (زرقانی علی المواہب صفحہ ۳۰۴ جلد ۸)

اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کا یہی نظریہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی قبر انور میں جلوہ گر رہتے ہوئے بھی باہر کی آواز سماعت فرما رہے ہیں۔ تبھی تو آپ رضی اللہ عنہا نے کیل ٹھونکنے والوں کو تہدیدی پیغام روانہ فرمایا۔

مسلم شریف میں ہے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ حضور ﷺ سکھاتے تھے جب قبرستان میں جاؤ تو اہل قبور کو یوں سلام کیا کرو۔ السلام عليكم اهل الديار من المؤمنين والمسلمين وانا ان شاء الله بكم للاحقون نساء ل الله لنا ولكم العافيه۔ رواہ مسلم۔ ترمذی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ کے قبرستان سے گزرتے تو اُن کی طرف اپنا چہرہ پاک کرتے اور فرماتے السلام عليكم يااهل القبور يغفر الله لنا ولكم انتم سلفنا ونحن بالاثر۔ ترجمہ: اے قبروں والوں! تم پر سلام ہو۔ اللہ ہمیں اور تمہیں بخشے۔ تم ہمارے اگلے ہو۔ ہم تمہارے پیچھے۔ دیکھئے ان احادیث میں تمام اہلِ قبور کو علیکم ضمیر مخاطب سے سلام کیا گیا ہے۔ اگر مردے سنتے نہیں یہ علیکم یااھل القبور کے الفاظ کے کیا معنی ہوئے۔ ہمارے اس عقیدہ کی تائید اپنے ہی علماء سے سُن لیجئے دیکھئے۔

دستور المتقی صلوۃ النبی اہل حدیث صفحہ ۲۰۰ پر یہی حدیث درج کی اور اس کا ترجمہ یوں لکھا ہے یعنی سلام ہے تم پر اے ایمان والو اور مسلمان گھر والو۔

انشاء اللہ ہم تم سے ملنے والے ہیں۔ ہم اپنے اور تمہارے واسطے اللہ سے عافیت مانگتے ہیں۔

نبی پاک ﷺ کی کرم گستریاں : حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں :

رایت النبی ﷺ فیمایری النائم ذات یوم بنصف النھار اشعث اغبر بیدہ قارورۃ فیھا دم فقلت بابی انت و امی ماھذا قال ھذا دم الحسین واصحابه ولم ازل التقطه منذالیوم فاحصی ذلك الوقت فاجد قتل ذلك الوقت۔

ترجمہ : میں نے نبی اکرم ﷺ کو دوپہر کے وقت خواب میں دیکھا آپ کے بال مُبارک بکھرے ہوئے اور غبار آلود ہیں دستِ مُبارک میں ایک بوتل ہے جس میں خُون ہے میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قُربان ہوں یہ کیا چیز ہے فرمایا یہ حُسین اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے اور میں اسے آج اٹھا تا رہا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے اس تاریخ اور وقت کو یاد رکھا جب خبر آئی تو معلوم ہوا کہ حضرت امام حسین (رضی اللہ عنہ) اسی وقت شہید کیے گئے تھے۔

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۷۲ باب مناقب اہل بیت، مسند احمد صفحہ ۲۴۲، جلد ۱)

اس حدیث کے متعلق غیر مقلد ناصر الدین البانی کہتے ہیں :

اسنادہ صحیح "اس حدیث کی سند صحیح ہے"

(حاشیہ مشکوٰۃ شریف بتحقیق ناصر الدین البانی صفحہ ۱۷۴۲، جلد ۱)

اسی حدیث کے متعلق امام قرطبی فرماتے ہیں :

وھذا سند صحیح لامطعن فیه۔

"یہ سند صحیح ہے اس میں کسی قسم کا طعن نہیں ہے"۔ (التذکرہ صفحہ ۲۹۳ جلد ۲)

فائدہ : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ امام حسین رضی اللہ عنہ کی

شہادت کے روز یعنی ۱۰ محرم ۶۱ھ کو میدان کربلا میں تشریف فرما تھے۔

من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظۃ ولا یتمثل الشیطان۔

"جس شخص نے میری خواب میں زیارت کی وہ مجھے عنقریب بیداری میں بھی دیکھے گا۔ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا"۔

(بخاری شریف صفحہ ۱۰۳۵ جلد ۲)

من رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطان لا یتخیل بی۔

"جس نے خواب میں میری زیارت کی اس نے یقیناً میری ہی زیارت کی ہے۔ اس لئے کہ شیطان میری مشابہت نہیں اختیار کر سکتا"۔

(بخاری شریف صفحہ ۱۰۳۶ جلد ۲)

پس معلوم ہوا کہ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما (جو اس وقت مکہ شریف میں تھے) نے خواب میں یقیناً نبی اکرم ﷺ ہی کی زیارت کی تھی، اور نبی اکرم ﷺ نے یہی فرمایا کہ میں آج حسین اور اس کے ساتھیوں کا خون اٹھا رہا ہوں۔

جو نبی ﷺ اپنے وصال کے ۵۰ سال بعد میدان کربلا میں پہنچ سکتے ہیں وہ نبی ﷺ آج بھی کسی اور جگہ بھی جلوہ گری کر سکتے ہیں۔

(۲) قال عبداللہ بن سلام، لم الیت عثمان لاسلم علیہ وھو محصور. فقال مرحبا باخی، رایت رسول اللہ ﷺ فی ھذہ الخوخۃ فقال یا عثمان حصروک؟ قلت نعم قال عطشوک؟ قلت نعم قال عطوشک؟ قلت نعم فادلی لی دلوا فیہ ماء فشربت حتی رویت حتی انی لاجد بردہ بین ثدی وبین کتفی فقال، ان شئت نصرت علیھم وان شئت افطرت عندنا فاخترت ان افطر عندہ فقتل ذلک الیوم۔

(البدایۃ والنہایۃ صفحہ ۳۶۲ جلد ۲)

دیوبندی حکیم الامت تھانوی صاحب نے بھی اس کو یوں لکھا:

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس وقت عثمان رضی اللہ عنہ محاصرہ میں تھے، میں آپ کے سلام کے لئے آیا۔ فرمایا مرحبا اے بھائی، میں نے حضور ﷺ کو اسی گلی میں دیکھا ہے فرماتے ہیں کہ اے عثمان لوگوں نے تمہارا محاصرہ کر رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں تو حضور ﷺ نے میرے لئے ایک ڈول لٹکا دیا جس میں پانی تھا میں نے پانی پیا اور سیراب ہو گیا پھر فرمایا اگر تم چاہو تو میں تمہاری امداد کروں اور اگر چاہو تو ہمارے پاس روزہ افطار کرنا میں نے اسی کو اختیار کر لیا ہے کہ حضور ﷺ کے پاس روزہ افطار کروں۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اسی روز شہید کر دیے گئے"۔ (جمال الاولیاء صفحہ ٦٠)

تھانوی صاحب مزید لکھتے ہیں:

فائدہ: علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ قصہ مشہور ہے اور کتبِ حدیث میں سند کے ساتھ روایت ہے اور اسے حارث بن ابی اسامہ وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ علامہ مناوی کہتے ہیں کہ مصنف یعنی ابن باطیس نے اس کو بیداری ہی میں دیکھنا قرار دیا ہے ورنہ اس کا کرامتوں میں شمار کرنا صحیح نہ ہوتا کیوں کہ خواب دیکھنے میں تو سب کے سب برابر ہیں اور پھر وہ خلافِ عادت بھی نہیں ہوتا کہ جسے کرامتوں میں شمار کیا جا سکے اور نہ وہ لوگ جو اولیاء کی کرامتوں کا انکار کرتے ہیں اس کا انکار کر سکتے ہیں۔ (جمال الاولیاء صفحہ ٦٠)

انتباہ: علامہ سید آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"نبی اکرم ﷺ کی وفات شریف کے بعد متعدد کاملین اُمت نے عالم بیداری میں زیارت اقدس اور اخذ (فیض) کا شرف حاصل کیا ہے۔" (روح المعانی صفحہ ٣٥)

(۲) نبی اکرم ﷺ کا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لانا

علامہ آلوسی اور امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں:

"شیخ سراج الدین ابن ملقن نے طبقات الاولیاء میں فرمایا ہے کہ شیخ عبدالقادر

گیلانی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ علیہ السلام کو ظہر سے پہلے دیکھا تو آپ نے
مجھے فرمایا اے میرے بیٹے تو خطاب کیوں نہیں کرتا، میں نے عرض کیا ابا جان
، میں عجمی ہو کر بغداد کے فصحاء کے سامنے کس طرح خطاب کر سکتا ہوں، آپ
علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اپنا منہ کھولو، میں نے منہ کھولا تو آپ نے اس میں سات مر
تبہ تھوک مبارک ڈالا اور ارشاد فرمایا لوگوں سے خطاب کرو اور انہیں حکمت اور
موعظہ حسنہ سے اپنے رب کے راستہ کی دعوت دو، پھر ظہر کی نماز پڑھ کر بیٹھ گیا،
کثیر خلقت بھی حاضر ہو گئی لیکن میری تقریر میں رکاوٹ پیدا ہو گئی پھر میں نے
حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ، الکریم کو دیکھا کہ وہ مجلس میں میرے سامنے
جلوہ گر ہیں انہوں نے فرمایا کہ بیٹے تو وعظ کیوں نہیں کہتا تو میں نے عرض کیا ابا جا
ن میری تقریر میں رکاوٹ پیدا ہو گئی ہے تو آپ نے فرمایا منہ کھولو میں نے منہ
کھولا تو آپ نے چھ مرتبہ میرے منہ میں تھوکا۔ میں نے عرض کیا آپ نے سات
کا عدد کیوں نہیں مکمل فرمایا تو انہوں نے فرمایا رسولِ اکرم علیہ السلام کا ادب کرتے ہو
ئے۔ (تفسیر روح المعانی صفحہ ۵۳، ج ۲۲، الحاوی للفتاویٰ ۲۵۹، ج ۲)

(۴) امام جلال الدین سیوطی کے متعلق تھانوی صاحب کی رائے

اس امت میں ایسے ایسے اہل اللہ گزرے ہیں کہ حضور علیہ السلام کا ان کو ہر
وقت مشاہدہ رہتا تھا۔ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ حدیث سن کر فرمادیتے کہ یہ حدیث
ہے یا نہیں۔ کسی نے پوچھا فرمایا میں حدیث سن کر حضور علیہ السلام کے چہرۂ انور پر نظر
کرتا ہوں۔ اگر بشاش پاتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث ہے اگر منقبض دیکھتا
ہوں، سمجھتا ہوں کہ یہ حدیث نہیں ہے۔ (افاضات یومیہ صفحہ ۱۰۹، ج ۷)

اگر امام سیوطی اور علامہ آلوسی سرکارِ دو عالم علیہ السلام کی غوث پاک کے پاس
تشریف آوری تسلیم کر کے بھی "رحمۃ اللہ علیہ" کے لقب کے حقدار ہیں اور
تھانوی صاحب امام سیوطی کے لیے ہر وقت سرکارِ دو عالم علیہ السلام کا مشاہدہ تسلیم

کر کے بھی مخالفین کے ہاں "حکیم الامت" کے منصب پر فائز رہ سکتے ہیں تو اہلِ سنت نے ایسا کونسا قصور کر دیا ہے کہ یہی بات تسلیم کرنے پر ہمیں بے دھڑک مشرک قرار دیا جاتا ہے۔

(۵) نبی اکرم ﷺ کا سماعتِ قرآنِ حکیم کے لیے تشریف لانا

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب کی روایت نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ایک روز وہ بزرگ اور سید عبداللہ صاحب دونوں قرآن کا دور کر رہے تھے کہ کچھ لوگ عرب صورت سبز پوش گروہ ظاہر ہوا ان کے سردار نے مسجد کے قریب کھڑے ہو کر ان قاریوں کی قراءت کو سنا اور کہا "بارك الله اديت حق القرآن" اور مراجعت فرمائی، ان عزیزوں کی عادت تھی کہ قرآن مجید پڑھتے وقت آنکھیں بند کر لیتے تھے جب سورت ختم کر لی تو سید عبداللہ سے پوچھا وہ کون لوگ تھے انکی ہیبت سے میرا دل کانپ اٹھا لیکن قرآن مجید کے احترام کی وجہ سے میں کھڑا نہیں ہوا سید عبداللہ نے کہا کہ اس اس قسم کے لوگ تھے جب ان کا سردار پہنچا تو میں بیٹھا نہ رہ سکا میں نے اٹھ کر تعظیم کی، اسی گفتگو میں تھے کہ ایک اور آدمی اسی وضع کا آیا اور کہا گزشتہ رات آنحضرت ﷺ اپنے صحابہ کے مجمع میں تشریف فرما تھے اور اس حافظ کی جو جنگل میں ٹھہرا ہوا ہے تعریف فرماتے تھے کہ علی الصبح میں اس سے ملوں گا اور اس کی قراءت سنوں گا۔ آپ تشریف لائے یا نہیں اور اگر تشریف لائے تھے تو کہاں گئے ان دونوں نے جب یہ بات سنی تو دائیں بائیں بھاگے لیکن کوئی نشان نہ ملا راقم الحروف کا گمان ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اس واقعہ کے بعد مدت دراز تک اس جنگل سے خوشبو آتی تھی۔

(انفاس العارفین صفحہ ۲۴)

(۲) حضرت شاہ عبدالعزیز رحمتہ اللہ محدث دہلوی پر کرم نوازی

کمالاتِ عزیزی میں ہے جناب مولانا صاحب نے اول سال جو کلام مجید حفظ کر کے سنایا تھا۔ نماز تراویح ہو چکی تھی، اس عرصہ میں ایک سوار بہت خوب زر بکتر وغیرہ لگائے ہوئے برچھا ہاتھ میں لیے تشریف لائے اور کہا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کہاں تشریف رکھتے ہیں جو وہاں تھے سب نے دوڑ کر ان کو گھیر لیا اور پوچھا کہ حضرت یہ کیا تقریر ہے اور آپ کا نام کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ میرا نام ابو ہریرہ ہے۔ جناب سید عالم ﷺ نے فرمایا تھا کہ ہم عبدالعزیز کا کلام مجید سننے چلیں گے پھر مجھ کو ایک کام کے واسطے بھیج دیا، اس سبب سے دیر میں آیا یہ بات کہہ کر غائب ہو گئے۔ (مجموعہ کمالات وحالاتِ عزیزی صفحہ ۱۹، مصنفہ، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، مرتبہ، مولوی ظہیر الدین صاحب ولی اللہی، نبیرہ، حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی۔)

بیدار بخت نامی ایک شخص کا قتل کے بعد گھر آنا

تھانوی صاحب ہی لکھتے ہیں:

مولانا اسمٰعیل صاحب کے قافلہ میں ایک شخص شہید ہو گئے تھے جن کا نام بیدار بخت تھا۔ وہ دیوبند کے رہنے والے تھے ان کی شہادت کی خبر آچکی تھی، ان بیدار بخت کے والد حسبِ معمول دیوبند میں اپنے گھر میں ایک رات کو تہجّد کی نماز کیلئے اُٹھے تو گھر کے باہر گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز آئی اور پھر ایک شخص نے دروازہ کھلوایا تو دروازہ کھولا دیکھا تو ان کے متعلق تو معلوم ہو چکا تھا کہ شہید ہو چکے ہیں یہ کیسے آگئے، بیدار بخت نے کہا کہ جلدی کوئی فرش وغیرہ بچھایئے، مولانا اسمٰعیل صاحب اور سیّد صاحب یہاں تشریف لا رہے ہیں، ان کے والد نے فوراً ایک بڑی چٹائی جو نئی خریدی تھی بچھادی، ایک مجمع اس فرش پر آبیٹھا بیدار بخت سے ان کے والد نے کہا تمہارے کہاں تلوار لگی؟ انہوں نے اپنا ڈھاٹا کھولا، اور اپنا نصف چہرہ

اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر اپنے باپ کو دکھلایا کہ یہاں تلوار لگی تھی، ان کے باپ نے کہا باندھ لو مجھ سے نہیں دیکھا جاتا۔ تھوڑی دیر بعد یہ سب حضرات واپس تشریف لے گئے صبح کو بیدار بخت کے والد کو شبہ ہوا کہ یہ کہیں خواب تو نہ تھا مگر چٹائی پر دیکھا تو خون کے قطرے موجود تھے یہ وہ قطرے تھے جو بیدار بخت کے چہرے سے گرتے ہوئے ان کے والد نے دیکھے تھے اُن قطروں کے دیکھنے سے وہ سمجھے کہ یہ بیداری کا واقعہ ہے، اس قصہ کی خبر جب مولانا یعقوب نانوتوی کے والد ماجد مولانا مملوک علی صاحب نے سُنی تو وہ اس قصہ کی تحقیق کے لیے نانوتہ سے دیوبند تشریف لائے اور بیدار بخت کے والد صاحب سے اس قصہ کو سُنا۔

مولانا یعقوب صاحب کے والد نے مولانا یعقوب صاحب سے کہا، اور مولانا یعقوب صاحب نے مجھ سے یہ واقعہ بیان کیا۔ اور بیدار بخت کے والد بھی بزرگ اور تہجد گزار تھے۔ اس حکایت کے سب راوی عالم اور بزرگ ہیں بجز میرے۔ (افاضاتِ یومیہ ص ۲۰۹۔ ۲۱۰ ج ۱۰)

مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا کہ پرداداصاحب کی شہادت کے بعد ایک عجیب واقعہ ہوا، شب کے وقت اپنے گھر مثل زندہ کے تشریف لائے اور اپنے گھر والوں کو مٹھائی لا کر دی اور فرمایا کہ اگر تم کسی سے ظاہر نہ کرو گی تو اسی طرح روز آیا کریں گے۔ لیکن ان کے گھر کے لوگوں کو یہ اندیشہ ہوا کہ گھر والے جب بچوں کو مٹھائی کھاتے دیکھیں گے تو معلوم نہیں کیا شبہ کریں، اس لیے ظاہر کر دیا اور پھر آپ تشریف نہیں لائے۔ یہ واقعہ خاندان میں مشہور ہے۔

(اشرف السوانح صفحہ ۱۵ ج ۱)

ابدال: محمد الحضرمی مجذوب ابدال میں سے تھے آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ نے ایک دفعہ تمیں شہروں میں خطبہ اور نمازِ جمعہ بیک وقت پڑھایا اور کئی کئی شہروں میں ایک ہی شب میں شب باش ہوتے تھے۔ (جمال الاولیاء ص ۱۸۸)

انبیاء علیہم السلام

شب معراج حضور نبی کریم ﷺ کے پیچھے تمام انبیاء نے نماز پڑھی۔

(فائدہ) نماز پڑھنا انبیاء علیہم السلام کے زندہ ہونے کی دلیل ہے۔

وقد رأیتنی فی جماعة من الانبیاء فاذا موسیٰ قائم یصلی فاذا رجل
ضرب جعد کانه من رجال شنوءة واذا عیسیٰ قائم یصلی اقرب الناس
به شبها عروة بن مسعود الثقفی واذا ابراهیم قائم یصلی اشبه الناس به
صاحبکم یعنی نفسه فحانت الصلوٰة فاممتهم فلما فرغت من الصلوٰة
قال لی قائل یا محمد هذا مالک خازن النار فسلم علیه فالتفت الیه
فبدانی بالسلام رواه مسلم

اور میں نے اپنے نبیوں کی جماعت میں دیکھا تو موسےٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ وہ درمیانہ قد گھونگریالے بال والے ہیں۔ گویا وہ شنوءہ کے لوگوں میں سے ہیں۔ اور عیسےٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ ان سے قریبا ہم شکل عروہ ابن مسعود ثقفی ہیں اور ابراہیم علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ سب میں زیادہ ان کے مشابہ تمہارے صاحب یعنی میں ہوں۔ پھر نماز کا وقت ہوگیا تو میں نے ان کی امامت کی۔ پھر جب نماز سے فارغ ہوگیا تو مجھ سے کسی کہنے والے نے کہا، اے محمد یہ آگ کے خزانچی مالک ہیں انہیں سلام کیجیے میں نے ان کی طرف توجہ کی تو انہوں نے مجھ کو سلام کرنے سے ابتداء کی۔ (مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ تمام انبیاء زندہ ہیں۔ ورنہ نماز پڑھنے کا کیا معنی۔

عقیدہ فضلائے دیوبند وجملہ علمائے امصار

المھند علی المفند (یعنی عقائد علمائے دیوبند) یاد رہے اس کتاب کی ترتیب ربیع الاول ۱۳۲۹ھ میں اس وقت ہوئی جب اعلحضرت شاہ احمد رضا مجدد مایۃ حاضرہ رحمۃ اللہ علیہ نے علماء حرمین طیبین (مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ) کو علماء دیوبند کے عقائد ان کی کتابوں سے دکھائے کہ وہ حیاۃ النبی کے منکر ہیں۔ علماء حرمین نے دیوبندیوں پر کفر کا فتویٰ صادر فرمایا۔ تو مولوی خلیل احمد دیوبندی نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ جاکر اپنے عقائد علماء حرمین کو سنائے جو کتابی شکل میں "عقائد علماء دیوبند" کے نام سے مشہور ہے۔ ص ۱۶ سوال، کیا فرماتے ہو جناب رسول اللہ ﷺ کی قبر میں حیات کے متعلق کہ کوئی خاص حیات آپ ﷺ کو حاصل ہے۔ یا عام مسلمانوں کی طرح برزخی حیات ہے۔ جواب ہمارے نزدیک ہمارے مشائخ کے نزدیک حضور ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں۔ اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے۔ بلا مکلّف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے۔ آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہدا کے ساتھ یہ حیات برزخی نہیں ہے۔ جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو اس کی تصدیق دار العلوم دیوبند کے نامور مہتمم قاری محمد طیب کی زبانی سنیئے۔ خدام الدین ۱۹۶۲ء ۱۳ جولائی صفحہ ۶ بعنوان مسئلہ حیاۃ النبی۔ برزخ میں انبیاء علیہم السلام کی حیات کا مسئلہ مشہور و معروف اور جمہور علماء کا اجماعی مسئلہ ہے۔ علماء دیوبند حسبِ عقیدہ اہلسنّت والجماعت برزخ میں انبیاء کرام کی حیات کے اس تفصیل سے قائل ہیں کہ نبی کریم ﷺ اور تمام انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام وفات کے بعد اپنی اپنی پاک قبروں میں حیاتِ جسمانی کے ساتھ ہیں اور ان کے اجسام کے ساتھ ان کی ارواح

مبارک کا ویسا ہی تعلق قائم ہے جیسا کہ دنیوی زندگی میں قائم تھا۔ وہ عبادت میں مشغول ہیں۔ نمازیں پڑھتے ہیں۔ اور انہیں رزق دیا جاتا ہے۔ اور وہ قبور مبارکہ پر حاضر ہونے والوں کا سلام و صلوٰۃ بھی سنتے ہیں۔ وغیرہ۔ علماء دیوبند نے یہ عقیدہ کتاب و سنت سے وراثتاً پایا ہے۔ اور اس بارے میں ان کے سوچنے کا طرز بھی متوارث ہی رہا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا بھی عقیدہ سُن لیجئے۔ فیوض الحرمین صفحہ ۸۴ پر ہے:

وانه الذی اشار الیه ﷺ بقوله ان الانبیا ء لایموتون وانهم یصلون ویحجون فی قبورهم وانهم احیاء الی غیر ذالك ولم اسلم علیه قط الاوقدانبسط الی وانشرح وتبدیٰ وظهروذلك لانه رحمة اللعالمین.

ترجمہ: اور یہی وہ بات ہے کہ جس کی طرف آپ نے اپنے قول مبارک سے ارشاد فرمایا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو موت نہیں آیا کرتی۔ وہ اپنی قبروں میں نمازیں پڑھا کرتے اور حج کیا کرتے ہیں اور وہ زندہ ہوا کرتے ہیں۔ اور جس وقت بھی میں نے آپ پر سلام بھیجا تو آپ مجھ سے خوش ہوئے۔ اور انشراح فرمایا۔ اور ظہور فرمایا۔ اور یہ سب باتیں اس لئے ہیں کہ آپ رحمۃ اللعالمین ہیں۔

حضرت شاہ عبدالحق محدثِ دہلوی قدس سرہ کتاب مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۵۷۵ تمام عالم اسلام کا عقیدہ نقل کرتے ہیں۔

وصل بدانکہ حیات انبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین متفق علیہ است میاں علماء ملت وہیچ کس راخلاف نیست کاتر و تو تیر زوجود حیات شہدا و مقاتلین فی سبیل اللہ کہ آن معنوی آخروی است عنداللہ وحیات انبیاء حیات حسی دنیاوی است واحادیث وآثار دراں واقع شدہ چنانچہ مذکور گردد یکی ازحدیث است کہ ابو یعلی بنقل ثقات ازروایت انس بن مالک رضی اللہ عنہما آوردہ قال قال رسول اللہ ﷺ (الانبیاء احیاء فی قبور هم یصلون. الحدیث)

ترجمہ : جان تو کہ انبیاء علیہم السلام کی زندگی پر تمام علماء امت کا اتفاق ہے اس مسئلہ میں کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ انبیاء علیہم السلام کی زندگی شہداء کی زندگی سے بھی قوی ہے۔ ان کی زندگی اللہ تعالیٰ کے نزدیک معنوی اور اخروی ہے اور انبیاء کی زندگی حسی اور دنیاوی ہے۔ جس پر احادیث و آثار موجود ہیں۔ چنانچہ ابو یعلیٰ ثقات سے نقل کرتے ہیں۔ کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ۔ فرمایا حضور نبی کریم ﷺ نے انبیاء علیہم السلام اپنی نورانی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔ اور نمازیں ادا فرماتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے :

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ایک بار حضور ﷺ نے فرمایا جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ درود شریف پڑھا کرو۔ کیونکہ حاضری کا دن ہے۔ جس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور مجھ پر کوئی درود نہیں پڑھتا، مگر اس کا درود شریف مجھ پر پیش ہوتا ہے حتیٰ کہ اس سے فارغ ہو جائے فرماتے ہیں میں نے عرض کیا موت کے بعد بھی ۔ فرمایا ،قال ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق رواہ ، ابن ماجہ۔ اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبیوں کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا۔ لہٰذا اللہ کے نبی زندہ ہیں۔ ان کو روزی دی جاتی ہے (ابن ماجہ شریف صفحہ ۱۱۹)

فائدہ : یہ حیاتِ انبیاء کی چمکتی ہوئی دلیل ہے۔ کیونکہ جب صحابہ موت کا لفظ عرض کرتے ہیں، تو اسکے جواب میں حضور ﷺ فرماتے ہیں۔ اللہ کے نبی زندہ ہوتے ہیں۔ اور حدیث شریف میں نہ صرف اپنی حیات کا اظہار فرمایا بلکہ ''نبی اللہ حی'' مطلق ہے اس سے جملہ انبیاء مراد ہو سکتے ہیں۔

حکایت : کتاب الروح میں ابن القیم نے لکھا ہے کہ حضرت مصعب بن جثامہ اور عوف بن مالک رضی اللہ عنہم کے درمیان بھائی چارہ تھا حضرت مصعب نے

حضرت عوف سے فرمایا کہ بھائی ہم میں سے جو پہلے انتقال کرے اسے چاہیئے کہ وہ دوسرے بھائی سے ملاقات کرے اوروں کے حالات سے آگاہی بخشے اتفاقاً حضرت مصعب کا پہلے انتقال ہوا چند دنوں کے بعد حضرت عوف نے ان سے پوچھا کہو بھائی اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا۔ جواب دیا کہ مشقت کے بعد میری مغفرت فرمائی حضرت عوف کہتے ہیں کہ میں نے مصعب کی گردن پر ایک سیاہ ٹکا دیکھا اس کے متعلق میں نے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ داغ ہے ان دس اشرفیوں کا جو میں نے فلاں یہودی سے قرض لی تھیں اور واپس نہ کر سکا۔ ہاں بھائی! وہ اشرفیاں میرے ترکش میں رکھی ہوئی ہیں تم وہ اشرفیاں اس یہودی کو دے دینا۔ اے عوف رضی اللہ عنہ! میرے مرنے کے بعد جتنے واقعات اور حوادث واقع ہوئے یا آئندہ ہوں گے۔ ان سب سے میں آگاہ ہوں یہاں تک کہ مجھے اپنی پیاری بلی کے مرنے کی بھی خبر ہے۔ اور اے عوف رضی اللہ عنہ! میری بیٹی چھ دن تک مر جائے گی۔ اس سے اچھا سلوک کرنا۔ حضرت عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں علی الصبح میں حضرت مصعب کے گھر پہنچا اور ان کا ترکش منگا کر دیکھا۔ تو اس کے اندر سے ایک ہمیانی نکلی۔ جس میں دس اشرفیاں تھیں وہ میں نے یہودی کو دیں جن کو دیکھ کر وہ یہودی چلا اٹھا کہ یہی وہ اشرفیاں تھیں۔ جو مجھ سے حضرت مصعب نے قرض لی تھیں۔ پھر میں نے حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کی بیوی سے پوچھا کہ بھائی مصعب رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد گھر میں کوئی حادثہ ہوا ہے؟ انہوں نے وہ تمام واقعات بیان کئے۔ جو حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے ذکر کئے تھے۔ یہاں تک کہ چند روز پہلے کا یہ حادثہ بھی ذکر کیا کہ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کی ایک پیاری بلی تھی وہ بھی مر گئی۔ میں نے حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کی بیٹی کو دیکھا جو کھیل رہی تھی۔ مگر اسے بخار تھا۔ اس کی ماں کو میں نے تاکید کی کہ بچی کی اچھی طرح دیکھ بھال کرنا اور اس کو

ناراض نہ کرنا۔آخر کار حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کے کہنے کے مطابق ان کی بیٹی چھٹے دن اللہ کو پیاری ہوگئی۔

حکایت

خرج ابن ابی شیبہ عن ربعی بن خراش قال قیل لی قدمات اخوک فجنتُ سریعاً وقد سجی ثوبہ فانا عندراس اخی استغفرلہ راسترجع اذ کشف الثوب عن وجھہ فقال السلام علیکم فقلنا وعلیک السلام سبحان اللہ قال سبحان اللہ انی قدمت علی اللہ بعدکم فلقیت بروح وریحان ورب غیر غضبان وکسانی ثیابا خضر امن سندس واستبرق و وجدت الامرایسر محاتظنون ولا تتکلوا وانی استاذنت ربی اخبرکم وابشرکم الاوان اباالقاسم ﷺ ینتظر الصلٰوۃ علی وعجلوا بی ولا توء خروانی ثم طفی واخرج ابونعیم وقال حدیث مشھور واخرج البیھقی فی الدلائل وقال صحیح لاشک فی صحتہ۔

ربعی بن خراش فرماتے ہیں میرے بھائی ربیع کا انتقال ہوگیا مجھے خبر ہوئی تو میں دوڑتا ہوا ان کے پاس پہنچا میں ان کے سرہانے بیٹھ گیا اور ان کے لئے دعائے مغفرت کررہا تھا کہ ناگاہ انہوں نے اپنا منہ چادر سے باہر نکالا اور کہا السلام علیکم ہم نے جواب میں علیک السلام کہا اور تعجب سے سبحان اللہ پڑھا تب وہ بولے سبحان اللہ! میں اللہ تعالیٰ کی جناب میں پہنچا اور رحمت اور جنت کی خوشبو پائی اور اپنے رب کو اپنے سے راضی پایا اللہ تعالیٰ نے مجھے عمدہ سبز ریشمی لباس کا خلعت عطا فرمایا اور جو تمہارا گمان تھا میں نے اس سے بھی زیادہ آسانی پائی۔ تم اپنے عمل پر بھروسہ نہ کرنا اور نیک کاموں سے غفلت نہ برتنا میں نے اللہ تعالیٰ سے اجازت مانگی کہ تمہیں یہاں کی خبر کر آؤں اور ان نعمتوں کی بشارت دے آؤں میرا جنازہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جلدی لے جاؤ وہ مجھ پر نماز پڑھنے کے منتظر ہیں میری

تجہیز و تکفین میں عجلت کرنا درست کرنا یہ کہہ کر وہ پھر ٹھنڈے ہو گئے۔ جب یہ واقعہ جناب عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پیش ہوا تو آپ نے فرمایا۔

اما انی سمعت رسول الله ﷺ یقول یتکلم رجل من امتی بعد الموت

ترجمہ: بیشک میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ فرماتے تھے کہ میری امت میں بعض ایسے صاحب کرامت انسان ہونگے جو مرنے کے بعد بھی باتیں کریں گے۔

(فوائد) (۱) محبوبان خدا کو ادراک و شعور اور اپنے بعد واقعات کی خبر ہوتی ہے (۲) ایسے واقعات خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بابرکت زمانہ میں بھی وقوع پذیر ہوئے (۳) مردوں کا زندوں سے ملاقات کرنا اور ان کو پیغام دینا اور اہلِ اسلام کا پیغام کے مطابق عمل کرنا (۴) اولیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں

موت کے بعد وصیت: علامہ ابنِ حبان نے کتاب الوصایا میں علامہ حاکم نے متدرک میں علامہ بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ارقام فرمایا کہ حضرت ثابت بن قیس نے جنگِ یمامہ میں شہادت پائی۔ آپ ایک بہترین قسم کی زرہ پہنے ہوئے تھے۔ کسی مسلمان سپاہی نے آپ کی وہ زرہ اتار کر ایک پوشیدہ جگہ میں رکھ دی حضرت ثابت ایک سپاہی کو خواب میں ملے اور کہا کہ "میں تجھے ایک وصیت کرتا ہوں اور میری اس وصیت کو شیطانی خواب نہ سمجھنا۔ بلکہ یہ امر واقعہ ہے کہ کل میری شہادت کے بعد ایک مسلمان نے میری زرہ اُتار لی اور اُسے خیموں کے آخری کنارے پر گھوڑے باندھنے کی جگہ میں چھپادیا ہے، تم اس واقعہ سے سپہ سالارِ فوج خالد بن ولید (رضی اللہ عنہ) کو میری طرف سے مطلع کردو کہ وہ میری زرہ اس سے حاصل کریں اور دربارِ خلافت میں پیش کریں اور تم جب بارگاہِ صدیقی میں پہنچو تو جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے میرا یہ پیغام کہنا کہ مجھ پر جس قدر قرضہ ہے وہ میری زرہ اور سامان فروخت کر کے ادا کیا جائے اور میری طرف سے میرا فلاں فلاں غلام آزاد کر دیا جائے"۔

چنانچہ ان دونوں جلیل القدر ہستیوں نے ان کی اس اطلاع کو درست اور امر واقعی سمجھ کر اس پر عمل کیا اور جو کچھ حضرت ثابت نے خبر دی تھی وہ لفظ بہ لفظ صحیح نکلی۔

فوائد: (۱) یہ حضرت ثابت کی خصوصی شرافت و کرامت تھی ورنہ مرنے کے بعد کسی کی وصیت کا نفاذ نہیں سُنا گیا۔

(۲) اولیاء موت کے بعد سب کچھ جانتے پہچانتے ہیں۔

موت کے بعد سیر و سیاحت: حضور رسول اللہ ﷺ نے حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو شہادت کے بعد مشاہدہ فرمایا کہ وہ اپنے جسم کے ساتھ فرشتوں کے ساتھ پرواز کر رہے ہیں۔ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "شرح الصدور" میں تفصیل کے ساتھ اس حیرت انگیز واقعہ کو یوں بیان فرمایا ہے کہ سید کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کاشانۂ نبوت میں جلوہ فرما تھے اور جناب اسماء بنت عمیس (زوجۂ جعفر) بھی قریب ہی بیٹھی ہوئی تھیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا وعلیکم السلام پھر حضرت اسماء کو فرمایا! تجھے تعجب ہوا ہوگا کہ میں نے کس کے سلام کا جواب دیا۔ اگرچہ بظاہر کہنے والا کوئی نظر نہیں آتا۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ ابھی ابھی (حضرت) جعفر حضرت جبریل اور میکائیل علیہم السلام کی معیت میں یہاں سے گزرے۔ جعفر رضی اللہ عنہ نے مجھے سلام کہا اور اپنی شہادت کا درد انگیز واقعہ سنایا۔ اور بتایا کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے مجھے اپنے دونوں کٹے ہوئے بازوؤں کے بدلے میں یہ دو پَر عطا فرمائے ہیں۔ جن کے ساتھ زمین و آسمان اور جنّت میں جہاں چاہتا ہوں پرواز کرتا ہوں۔ اور جنّت کا جو پھل چاہتا ہوں آزادی سے کھاتا ہوں۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اس واقعہ سے بے حد مسرور و شاداں ہوئیں۔ اور بارگاہِ رسالت پناہ میں عرض کی یارسول اللہ ﷺ! میرے جعفر (رضی اللہ عنہ) کتنے خوش نصیب اور سعادت

مند تھے۔ کہ ان کو یہ عظیم الشان مقام نصیب ہوا۔ اگر میں نے کسی سے یہ عجیب و غریب داستان بیان کی۔ تو شاید کوئی یقین نہ کرے کیا ہی اچھا ہو کہ حضور والا (ﷺ) خود اپنی زبان فیض ترجمان سے مجمع عام میں اس کا ذکر فرمادیں۔ تاکہ لوگوں کو شہدا کا صحیح مقام اور اللہ تعالیٰ کے حضور ان کی مقبولیت معلوم ہو جائے۔ سید عالم ﷺ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی اس درخواست کو پیش نظر رکھتے ہوئے مسجد مبارک میں تشریف لائے اور منبر پر رونق افروز ہوئے۔ اور حاضرین کو اپنے بیان سے محظوظ و مسرور فرمایا۔

(ف) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ والے زندہ ہیں۔

فیصلہ نبویہ ﷺ: سید عالم ﷺ شہدائے اُحد کی قبروں پر زیارت کے لئے تشریف لے گئے، اور فرمایا۔

اللھم ان عبدك ونبيك يشهد ان هؤلاء شهداء و ان من زارهم وسلم عليهم الى يوم القيامة ردوا عليه اخرج الحاكم و صححه والبيهقى فى (دلائل النبوة)

ترجمہ: اے اللہ! تیرا بندہ (مکرم) اور نبی (محترم) گواہی دیتا ہے کہ بیشک قیامت تک جو کوئی ان کی زیارت کریگا یا ان کو سلام کہے گا۔ یہ اس کے سلام کا جواب دیں گے۔

(۲) علامہ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہر سال شہدائے اُحد کی زیارت کو اُن کی قبروں پر تشریف لے جاتے تھے۔ جب مزارات کے قریب پہنچتے تو بلند آواز سے فرماتے۔ سلام عليكم بما صبر تم فنعم عقبى الدار

ترجمہ: اے شہداء کرام! تم پر سلام ہے اور سلامتی تمہارے صبر کی وجہ سے، کیا اچھا گھر ہے آخرت کا۔

(ف) معلوم ہوا مزارات پر جانا سنت ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ قبروں میں اہلِ

قبور سنتے اور ہر ایک سوال کا جواب دیتے ہیں۔

(۳) حضور علیہ ﷺ کے مبارک عہد کے بعد حضرت ابو بکر صدیق، حضرت فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی سنّت نبوی کے موافق شہیدوں کی زیارت کے لئے جاتے اور ان سے سلام اور کلام فرماتے۔ حضرت سیدۃ النساء اہل الجنۃ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بھی مزارات پر تشریف لے جاتی تھیں۔

(۴) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جب شہداء اُحد کی زیارت کو جاتے تو اپنے ساتھیوں کو فرماتے تھے۔ کہ تم کیوں سلام نہیں کرتے ایک ایسی قوم پر جو تمہارے سلام کا باقاعدہ جواب دیتی ہے۔

حکایت : فاطمہ خزاعیہ بیان کرتی ہیں کہ ہم دونوں بہنیں شام کے وقت شہداء اُحد کے مزارات پر حاضر ہوئیں میں نے بہن سے کہا کہ آؤ پہلے امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پُر انوار پر حاضری دیں۔ جب ہم مزار پر حاضر ہوئیں۔ تو یوں سلام عرض کیا السلام علیکم یا عم رسول اللہ ﷺ تو سید الشہداء نے ہمارے سلام کا یوں جواب دیا السلام علیکن ورحمۃ اللہ۔ یہ پُر کیف آواز قبر کے اندر سے آئی جس کو ہم دونوں نے اپنے کانوں سے سُنا۔ (وفاء الوفا)

(ف) مذکورہ بالا روایت کے فوائد :

(۱) نیکوں اور شہیدوں کی زیارت کے لئے جانا جناب مصطفےٰ علیہ ﷺ کی سنّت اور آپ کے خلفائے راشدین کا معمول ہے (۲) زمانۂ نبوت میں مردوں کے علاوہ عورتیں بھی مزاراتِ مقدسہ پر حاضر ہوتی تھیں (۳) مردوں کو شعور اور ادراکِ تام ہوتا ہے۔ وہ زیارت کرنے والوں کو پہچانتے ہیں۔ اور ان کے سلام کا جواب احسن طریق سے دیتے ہیں (۴) اِلیٰ یوم القیامۃ کے ارشادِ گرامی سے معلوم ہوا کہ یہ باتیں کسی خاص وقت کے ساتھ مقید اور مخصوص نہیں۔ بلکہ قبر میں ان کی

زندگی بھی ہر وقت ہے اور ان کی زیارت کے واسطے جانا بھی ہر وقت جائز اور صحیح ہے۔ (۵) اس سے اعراس کی حاضری کا بھی ثبوت ملا (محبوبانِ خدا قبور میں نماز پڑھتے ہیں) ہمارا عقیدہ ہے کہ جس طرح حضراتِ انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں اور اپنے اپنے ذوق کے مطابق عبادتیں کرتے ہیں چنانچہ۔

اخرج ابو نعیم عن جبیر قال انا واللہ الذی لاالہ الا ھو دخلت ثابت البنانی لحدہ ومعی حمید الطویل فلما سوینا علیہ اللبن سقطعت لبنۃ فاذا بہ یصلی فی قبرہ وکان یقول فی دعائہ اللھم ان کنت اعطیت احدا من خلقک الصلوۃ فی قبرہ فاعطینھا .

ترجمہ: ابو نعیم نے حضرت جبیر سے روایت کی ہے کہ حضرت جبیر فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات کی قسم جس کے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں کہ جب میں اور حمید الطّویل دونوں مل کر حضرت ثابت البنانی کو قبر میں اتارنے لگے اور لحد کے اوپر اینٹوں کو برابر کر کے لحد کو بند کیا تو یکدم ایک اینٹ گر گئی کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت ثابت رحمۃ اللہ علیہ قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں اور وہ ہمیشہ اپنی دعا میں کہا کرتے تھے کہ اے اللہ! اگر کسی کو تو نے قبر میں نماز پڑھنا عطا فرمایا ہے تو مجھ کو بھی عطا فرما۔

پس اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو رد نہیں کیا بلکہ قبول فرما کر نمازِ پنجگانہ پڑھنے کا شرف عالمِ برزخ میں بھی عطا فرمایا۔

محبوبانِ خدا قبور میں تلاوت کلام الٰہی کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما زمانہ ء نبوت کا ایک چشم دید واقعہ بیان فرماتے ہیں:

ضرب بعض اصحاب النبی ﷺ خباء ۃ علیٰ قبروھو لایحسب انہ قبر واذا فیہ انسان یقراء سورۃ الملک حتیٰ ختمھا فاتی النبی ﷺ

فاخبره فقال رسو ل الله ﷺ هی المنجية هی المانعة تنجيه من عذاب القبر . قال ابو القاسم السعدی فی كتاب الروح هذا تصديق من النبی ﷺبان الميت يقراء فی قبره فان عبدالله اخبره فذالك وصدق رسول الله ﷺ۔ (رواہ الترمذی)

ایک صحابی نے ایک جگہ خیمہ لگایااور ان کو معلوم نہ تھاکہ یہاں کسی کی قبر ہے ناگاہ قبر میں سے قراءت کی آواز آئی۔ کوئی سورہ تبارک الذی پڑھ رہاہے۔ وہ پڑھتارہا یہاں تک کہ اس نے پوری سورت ختم کرلی پھر وہ صحابی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور یہ عجیب ماجراعرض کیا۔ تاجدارِ نبوت ﷺ نے فرمایا یہی وہ مبارک سورت ہے جو نجات دینے والی ہے قاری کو اور روکنے والی ہے عذابِ قبر کو امام ابوالقاسم فرماتے ہیں، سرورِ عالم ﷺ کے اس ارشادِ گرامی سے اس امر کی پوری پوری تصدیق ہوتی ہے کہ اہلِ قبور عالمِ برزخ میں قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں۔ کیونکہ حضرت عبداللہ نے قصہ سُنایا۔ اور حضور ﷺ نے اس کی تصدیق فرمائی۔

(۱) علامہ امام کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب العمل المقبول فی زیارۃ الرسول میں فرماتے ہیں "کہ یہ حدیث صاف دلالت کررہی ہے اس بات پر کہ میت ہی قبر میں سورہ ملک پڑھتی تھی (۲) اس حدیث سے واضح ہواکہ صاحبِ مزار سے زندوں کو فیض پہنچتاہے (۳) اور وہاں کی حاضری موجبِ فیض وبرکت ہے (۴) تلاوتِ قرآن عظیم جس طرح پڑھنے والے کے واسطے ذریعۂ نجات کفارۂ گناہ اور ظاہری وباطنی بیماریوں کے لئے شفاءِ کاملہ ہے اسی طرح قرآن مجید سننے والوں کے لئے بھی باعثِ فیوضات وبرکات ہے۔ چنانچہ صحابی نے سماعتِ قرآن مجید کی سعادت حاصل کی اور زبانِ نبوت نے اس کی تصدیق فرمائی۔

حکایت: شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شیخ محمد ترک نادلونی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ وہاں دو شہیدوں کی قبریں ہیں جو حافظِ قرآن مجید تھے کہتے ہیں۔ بعض بزرگوں نے ان کی قبروں سے تلاوت قرآن مجید کی آواز

سُنی ہے جو آپس میں دَور کرتے تھے۔ (اخبار الاخیار)

حکایت: اخبار الاصفیاء میں حافظ محمود بلگرامی قدس سرہ جو اپنے وقت کے بر گزیدہ شیخ تھے۔ اُن کے متعلق تحریر ہے کہ ہر شبِ جمعہ کو اُن کے مرقدِ منور سے قرآن خوانی کی دلنواز آواز کاملین کو سنائی دیتی ہے۔

(ف) اخرج ابن ابی الدنیا عن یزید الرقاشی قال بلغنی ان المومن اذامات و قد بقی علیہ شیئی من القرآن لم تیعلمہ بعث اللہ الیہ ملائکۃ یحفظونہ مابقی علیہ منہ حتی یبعثہ من قبرہ۔

جو شخص صدق نیت اور ہمت سے قرآن شریف کو یاد کرنا شروع کر دے اگر زندگی میں یاد نہ کر سکے تو بعدِ وفات حق تعالیٰ اس کی قبر میں اسے قرآن شریف عطا فرمائے گا۔ اور فرشتوں کو مقرر کرے گا کہ وہ اسے یاد کرائیں۔ حتیٰ کہ قیامت میں حافظ ہو کر اُٹھے گا۔

(۲) واخرج ابن مندۃ عن عکرمۃ قال یعطی المومن مصحفا یقراء فیہ حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ قبر میں مومن کو قرآن دیا جائیگا تاکہ وہ تلاوت کرے۔

جنت میں قرآن خوانی

حکایت: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا کہ:

دخلت الجنۃ فسمعت صوت قاریء یقراء فقلت من ھذا قالوا حارثۃ بن النعمان۔ (رواہ النسائی والحاکم والبیہقی)

"میں جنت میں داخل ہوا تو قرآن مجید پڑھنے کی آواز سنی۔ پوچھا یہ پڑھنے والا کون ہے۔ کہا گیا آپ کا غلام حارثہ بن نعمان"۔

حکایت: حضرت عاصم السقطی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بلخ میں ایک قبر کھودی گئی اور اتفاق سے اس کے قریب ایک دوسری قبر تھی۔

فنظرت فاذا شیخ فی القبر متوجه الی القبلة و علیه ازار خضر و اخضر ماحوله و فی حجره مصحف وهو یقراء۔ (رواہ السہیلی و شرح الصدور)

معاً دوسری قبر کی طرف ایک کھڑکی کھل گئی۔ میں نے دیکھا ایک شیخ تخت پر قبلہ رو بیٹھا ہوا ہے۔ سبز پوشاک زیب تن کئے ہے۔ اوراس کے چاروں طرف سبزہ ہی سبزہ ہے۔ اس کی گود میں قرآن مجید رکھا ہوا ہے اور وہ کیف و سرور میں ڈوبا ہوا اس کی تلاوت کررہا ہے۔ یہ بزرگ شہداء میں سے تھے ان کے چہرے پر زخم بھی دیکھا گیا

حکایت: ابن مندہ نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے غابہ میں (ایک جگہ کا نام ہے) اپنے باپ کے پاس جانے کا ارادہ کیا (راستہ میں) مجھ کو رات ہو گئی تو میں نے عبداللہ بن عمرو بن حرام کی قبر پر آرام کیا ۔رات کو میں نے قبر مبارک سے قرآن شریف پڑھنے کی آواز سنی اوراس سے اچھی آواز میں نے کبھی سنی ہی نہیں جب میں نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو کر اس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔ تو حضور انور ﷺ نے فرمایا وہ قرآن پڑھنے والا عبداللہ (رضی اللہ عنہ) ہے۔

حکایت: وفی تاریخ الحافظ الذهبی ان احمد بن نصر الخزاعی احد ائمة الحدیث دعاه الواثق الی لقول بخلق القرآن فابی فضرب عنقه و صلب راسه ببغداد و کل بالراس من یحفظه و یصرفه عن القبلة بر مح فذکر الموکل بانه راه باللیل یستریر الی القبلة بوجهه فیقراء سورة یٰسین بلسان طلق۔

حافظ ذہبی کی تاریخ میں ہے کہ احمد بن نصر خزاعی رحمۃ اللہ علیہ جو ائمہ حدیث میں سے ہیں سلطان واثق نے ان سے کہا کہ قرآن شریف کو مخلوق کہو۔ مگر انہوں نے انکار کیا۔ اس ظالم انسان نے انہیں قتل کراکر ان کا سر سولی پر چڑھا دیا اور ایک شخص کو اس سر کی حفاظت کے لئے پہرہ پر مقرر کیا۔ اور یہ حکم دیا کہ اس

کا منہ قبلہ کی طرف سے پھیرے رکھو۔ پاسبان کہتا ہے کہ میں نے سر کو قبلہ کی طرف سے پھیر دیا۔ پھر رات میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ سر قبلہ کی طرف اپنا منہ پھیر کر نہایت بزبانِ فصیح سورۂ یسین کی تلاوت کر رہا ہے۔

اخرج ابن عساکر فی تاریخہ بسندہ منہال بن عمرو سے روایت ہے وہ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ میں اُن دنوں دمشق میں تھا۔ جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر اقدس دمشق لایا گیا میں نے دیکھا کہ ایک شخص سرِ مُبارک کے آگے سورۂ کہف کی تلاوت کر رہا تھا۔ جب اس نے یہ آیت پڑھی :

ام حسبت ان اصحب الکھف و الرقیم کانو ا من ایتنا عجبا ط

تو اللہ تعالیٰ نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر مُبارک کو گویا کر دیا۔ آپ نے بزبانِ فصیح فرمایا۔ اعجب من اصحب الکھف قتلی

اے قاری! اصحاب کہف کے قصے سے دردناک شہادت اور سر کا بے لاش شہر بہ شہر پھیرا لگانا تعجب خیز ہے۔

فوائد : (۱) ان روایتوں سے نہ صرف شہداء کی حیات بعد الممات ثابت ہوئی (۲) یہ بھی محقق ہو گیا کہ ان کو جس نیک کام کا دنیا میں شوق اور ذوق تھا۔ عالمِ برزخ میں وہ کام ان کو عطا ہوتا ہے۔ مثلاً جس کو قرآن کی تلاوت کا شغف تھا۔ اس کو قرآنِ عظیم اور جس کو نماز کا شوق تھا اس کو نماز پڑھنے کی قوت دی گئی وغیرہ۔

اس طرح کے بیشمار واقعات کے لئے فقیر کی کتاب "اخبار اھل القبور" کا مطالعہ کیجئے۔

فقط والسلام

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور۔ پاکستان

۲۲ شعبان ۱۴۱۱ھ

کا منہ قبلہ کی طرف سے پھیرے رکھو۔ پاسبان کہتا ہے کہ میں نے سر کو قبلہ کی طرف سے پھیر دیا۔ پھر رات میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ سر قبلہ کی طرف اپنا منہ پھیر کر نہایت بزبان فصیح سورۂ یٰسین کی تلاوت کر رہا ہے۔

اخرج ابن عساکر فی تاریخہ بسندہ منہال بن عمرو سے روایت ہے وہ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ میں اُن دنوں دمشق میں تھا۔ جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر اقدس دمشق لایا گیا میں نے دیکھا کہ ایک شخص سر مبارک کے آگے سورۂ کہف کی تلاوت کر رہا تھا۔ جب اس نے یہ آیت پڑھی:

ام حسبت ان اصحب الکھف و الرقیم کانوا من ایتنا عجبا ط

تو اللہ تعالٰی نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو گویا کر دیا۔ آپ نے بزبان فصیح فرمایا۔ اعجب من اصحب الکھف قتلی

اے قاری! اصحاب کہف کے قصے سے دردناک شہادت اور سر کا بے لاش شہر بہ شہر پھیرا لگانا تعجب خیز ہے۔

فوائد: (۱) ان روایتوں سے نہ صرف شہداء کی حیات بعد الممات ثابت ہوئی (۲) یہ بھی محقق ہو گیا کہ ان کو جس نیک کام کا دنیا میں شوق اور ذوق تھا۔ عالم برزخ میں وہ کام ان کو عطا ہوتا ہے۔ مثلاً جس کو قرآن کی تلاوت کا شغف تھا۔ اس کو قرآنِ عظیم اور جس کو نماز کا شوق تھا اس کو نماز پڑھنے کی قوت دی گئی وغیرہ۔

اس طرح کے بیشمار واقعات کے لئے فقیر کی کتاب "اخبار اھل القبور" کا مطالعہ کیجئے۔

فقط والسلام

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور۔ پاکستان

۲۲ شعبان ۱۴۲۱ھ